صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز ہفتہ مورخہ 10 جون 2017ء بمطابق 14 رمضان المبارک 1438 ہجری بعد از دوپہر دو بجکر دس منٹ پر منعقد ہوا۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر، مہر تاج روغانی مسند صدارت پر متمکن ہوئیں۔

تلاوت کلام پاک اور اسکا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰى وَالۡفُرۡقَانِ‌ۚ فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَـصُمۡهُ‌ؕ وَمَنۡ كَانَ مَرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ‌ؕ يُرِيۡدُ اللّٰهُ بِكُمُ الۡيُسۡرَ وَلَا يُرِيۡدُ بِكُمُ الۡعُسۡرَ وَلِتُكۡمِلُوا الۡعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰٮكُمۡ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ۔

(ترجمہ): (روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہیئے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (رکھ کر) ان کا شمار پورا کرلے۔ خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا اور (یہ آسانی کا حکم) اس لئے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کرلو اور اس احسان کے بدلے کہ خدا نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اس کو بزرگی سے یاد کرو اور اس کا شکر کرو۔ وآخِرُالدَعۡوَانا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جزاکم اللہ، رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي۔

اراکین کی رخصت

Madam Deputy Speaker: 'Leave Applications': I will announce them, Maulana Mufti Ghafoor Ahmad, Fazle Hakeem Khan, Iftikhar Ali Mashwani, Sardar Zahoor Ahmad, Is it the desire of the House that the leave may be granted.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. The leave is granted. I am just going to announce.

سپیکر کی جانب سے اعلان

محترمہ ڈپٹی سپیکر: تھوڑی سی ایک دو Clarifications ہیں، کیونکہ بجٹ کے ہمارے پاس جو ہیں Nearly اڑتالیس وہ آئے ہیں لیکن سب سے پہلے ہم پارلیمانی لیڈرز کو وہ کریں گے۔ Like they will have the first chance, the Parliamentary Leaders and will give them twenty minutes each and the other Members will have ten minutes each, so یہ شروع کرتے ہیں، سب سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ کرتے ہیں، ہمارے اپوزیشن لیڈر سے، جناب لطف الرحمان صاحب سے۔

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 2017-18 پر عمومی بحث

مولانا لطف الرحمان (قائد حزب اختلاف): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ایک، سوری، میں نے ٹریژری بنچز کو نہیں کہا، اکبر ایوب صاحب! ٹریژری بنچز پلیز، آپ سارے غور سے اسلئے سنیں کہ آپ، میں کسی کو بھی کہہ سکتی ہوں کہ Respond کرے، Anyone of you، جی۔

قائد حزب اختلاف: نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ۔ ویسے جو وطیرہ رہا ہے کہ سوال کس کے ہیں اور جواب کون دیتا ہے اور جو اس میں سنجیدگی ہے وہ بھی نظر آرہی ہے، ایک اہم اجلاس اور میرے خیال میں یہ شاید اس حکومت کے بجٹ کا آخری سال ہو، اس بجٹ کے حوالے سے اور اس میں سنجیدگی یہ

ہے، صورتحال یہ ہے کہ ابھی تک ہمارے جو ٹریژری بنچز والے لوگ ہیں وہ جس تعداد میں ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں اور یہ ہمیشہ سے ہیں کوئی نئی بات نہیں ہے، اس دن عنایت اللہ صاحب ہی کہہ رہے تھے کہ مجھے حکومتی منسٹر کے حوالے سے اور ذمہ داری کی وجہ سے میں جواب تو دے رہا ہوں لیکن مجھے کسی نے اس سوال کے حوالے سے کوئی ڈیٹیل نہیں دی، انہوں نے آپ کے سامنے بات کی تو بہت اہم بجٹ کا اجلاس ہے اور ہم اس کو غیر سنجیدہ لے رہے ہیں۔ میڈم سپیکر! یہ بجٹ اس سال کے حوالے سے اہم بھی ہے اور غیر اہم بھی ہے، اہم بہ ایں معنٰی ہے کہ آخری سال ہے اور یہ اسمبلی جو ہے، اپنے پانچ سال پورے کریگی اور اس کے آخری سال کا بجٹ پیش ہوا اور غیر اہم اس حوالے سے ہے کہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کی اہمیت اس کے فگرز کے حوالے اس کے ڈیٹیل کے حوالے سے انتہائی غیر اہم ہے، اسلئے میں اس کو غیر اہم بھی کہہ رہا ہوں، میڈم سپیکر! پچھلے سال بھی جب میں نے یہاں بجٹ کے حوالے سے سپیچ کی تھی تو میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ یہ خسارے کا بجٹ ہے اور اس کو بعد میں ہم نے ثابت بھی کیا اور اب بھی ثابت ہے کہ وہ خسارے کا بجٹ ہی تھا اور آج پھر جو بجٹ پیش کیا گیا، اس بجٹ کو پھر سے متوازن بجٹ قرار دیا گیا اور اگر آپ اس کی ڈیٹیل کو دیکھیں تو بجٹ کے فگرز آرہے ہیں تو وہ امکانات کے اوپر ہے اور وہ وہی امکانات ہیں کہ جس کو پچھلے بجٹ میں بھی ہم نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا اور آج ہم پھر اس کو پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں اور ہم آپ کے وائٹ پیپر سے یہ شو کریں گے کہ یہ خسارے کا ہی بجٹ ہے، میڈم سپیکر! پچھلے سال بجٹ پیش کرتے وقت ہم نے جو خدشہ ظاہر کیا تھا اور آپ نے اس کو متوازن بجٹ بنایا تھا، آخر میں 49 ارب جو اس کے خسارے کا دکھایا گیا ہے، 2016-17 میں اور اس کی آمدن تھی میڈم سپیکر! 505 ارب اور Revised Estimates کے تحت اس کو 516 ارب روپے دکھایا گیا ہے جس میں 40 ارب Expected Less Expenditure کی بچت کو شو کیا ہے جو کہ انتہائی غلط ہے، آپ وائٹ پیپر کے فسٹ صفحے پر یہ دیکھیں اور اب اس 40 ارب کو ایک دفعہ بچت شو کر کے پھر اس کو 516 پر یہ فگر لے کر اور اس میں جو Revised Estimates اس کا جو آیا ہے وہ دکھا کر اور اس کے اخراجات دکھا کر پھر اس کے بعد اس کو آپ شو کر رہے ہیں، بچت میں اور آمدن میں شو کر رہے ہیں، یہ کس طریقے سے ہو سکتا ہے یا تو آپ وہاں جھوٹ بول رہے ہیں، آپ یہاں نئے بجٹ میں جو آپ نے 24 ارب روپے پچھلے بجٹ کے شو کئے اور اس کو آپ نے آمدن

میں ڈالا ہے تو پھر 516 ارب آپ نے اس کا جو Revised Estimates آیا ہے، اس کا بجٹ اور آپ نے آگے جو اخراجات کئے اس میں بھی آپ نے وہ 40 ارب شو کئے کہ ہم نے اخراجات ادھر سے اس کے پورے کرنے ہیں اور اس میں جو امکانی بجٹ تھا آپ کے پچھلے سال کا، اس میں محصولات آپ کو کتنے کم ہوئے تھے اور پھر آگے آپ 24 ارب روپے کو شو کر رہے ہیں اگلے بجٹ میں تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ تو دیکھیں یہ جو آپ کے وائٹ پیپر پر کالم ہے اس میں جو دکھایا گیا ہے 24 ارب، 895 ارب روپے جو GENERAL ABSTRACT صفحہ نمبر ون وائٹ پیپر، اگلے سال کا بجٹ بھی خسارے کا بجٹ ہے لیکن حکومت نے اس کو متوازن دکھایا ہے، اس میں General Capital Receipts، 10 بلین ہیں اور یہ پیج ٹو وائٹ پیپر پر ہے، آپ کیش بیلنس، شیئرنگ 24.895 billion وہ آپ اس کالم میں اس کو دیکھ سکتے ہیں، Provincial Receipts، 10 بلین اور Recoveries of Investment of Hydel Development Fund اس میں Fifteen billion show کیا ہے، Fifteen billion اس میں خسارے کا آرہا ہے اور Domestic جو 10 بلین ہے تو یہ ٹوٹل 59.895 billion کا اس میں خسارہ ہے، میڈم سپیکر صاحبہ! ہماری آمدن میں ایشین ڈیویلپمنٹ ماس ٹرانزٹ کیلئے 47 ارب روپے Loan بھی شامل ہے، اگر ہم Loan کو اپنی آمدن سے نکال دیں، یعنی 47+15+10 تو یہ تقریباً 72 ارب روپے ہمارے بجٹ کے پچھلے سال سے صرف 4.7 پرسنٹ زیادہ ہے اور اگر اس سے فرضی بجٹ جو مبلغ 24 ارب روپے دکھایا گیا ہے، نکالا جائے تو بجٹ میں اضافہ زیرو پرسنٹ ہے، یہ میں نہیں کہہ رہا، آپ کا وائٹ پیپر کہہ رہا ہے اور یہ جو اضافہ دکھایا گیا 505 سے 603 ارب کا تو یہ بالکل اس کا جو اضافہ دکھایا گیا ہے وہ زیرو پرسنٹ ہے، زیرو پرسنٹ، اگر ہم قرض لیتے ہیں تو قرض کا سود بھی اگلے سال ادا کرنا پڑتا ہے، بجٹ میں سود کیلئے مختص شدہ رقم ناکافی دکھائی دے رہی ہے اور یہ بھی وائٹ پیپر کا حصہ ہے، اس میں نہیں دکھایا گیا جس کی ادائیگی آپ نے دوسری مدات سے کرنی ہے اور جب آپ قرضہ لیتے ہیں اور اس میں اگر آپ تقریباً 72 ارب روپے قرضہ لے رہے ہیں تو آپ مجھے بتائیں کہ 72 ارب روپے قرضہ ہے، آپ نے خسارے کا بجٹ شو کرنا تھا، پیش کرنا تھا اور آپ اس کو بتاتے کہ ہم نے اس بجٹ کا خسارہ کہاں سے پورا کرنا ہے؟ میرے پاس سو روپے ہیں اور میرے اخراجات 125 ہیں تو مجھے 25 روپے کہیں سے تو Arrange

کرنے ہیں، اخراجات ہم نے 125 روپے کرنے ہیں تو 25 کہیں سے ہم نے نکالنے ہیں کہ یہ 25 روپے کہاں
سے آئینگے؟ لیکن اگر 25 روپے قرضہ لینگے اور وہ بھی سود پر لینگے تو ظاہر ہے کہ پھر آپ کو خسارے کا شو کرنا
ہے اور وہ 25 روپے آپ کے خسارے میں جاتے ہیں، وہ آپ نے دوبارہ ان کو ادائیگی کرنی ہے، اس 25
روپے کی تو وہ آپ بیلنس بجٹ میں، کیسے آمدن میں آپ شو کرتے ہیں اس کو؟ تو اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے
تو یہ بجٹ ہی خسارے کا بجٹ ہے اور ہم آپ کا یہ سارا وائٹ پیپر آپ کے اس حوالے سے اگر آپ دیکھیں
گے تو یہ وائٹ پیپر آپ کا اس کا ثبوت ہے اور اس میں جو فگرز ہیں وہ لکھے ہوئے ہیں، ہمارے ممبران اس کو
دیکھ سکتے ہیں اور اس فگرز کے حساب سے آپ قرض کو اپنی آمدن نہیں دکھا سکتے، آپ نے سود کو نہیں
دکھایا، آپ نے سود دینا ہے اور جب آپ سود دینگے تو پھر آپ نے انہی مدات سے کٹوتی کرنی ہے اور اس سے
آپ نے وہ سود کی ادائیگی کرنی ہے تو آپ اس کی تفصیل بھی نہیں بتا رہے ہیں، جب آپ اس کی تفصیل نہیں
بتائیں گے تو میڈم سپیکر صاحبہ! اس کو آپ خفیہ رکھیں گے، نہیں بتائیں گے تو آپ نے کٹوتی کرنی ہے اور
کسی کو نہیں بتانا، کہاں سے کرنی ہے، کس جگہ سے کرنی ہے تو لامحالہ نزلہ اترے گا اپوزیشن کے لوگوں پر،
اپوزیشن کے لوگوں سے آپ اس کی ان کے جو علاقوں میں ڈیویلپمنٹ ہوگی، آپ نے کٹوتی وہیں سے کرنی
ہے، میڈم سپیکر! اگر آپ اس کا تھوڑا سا اور بغور جائزہ لیں تو میرے خیال میں نان سیلری بجٹ جو ہے آپ کا
395 ارب روپے، 395 ارب، اب اس میں کوئی کمی بیشی تو ہو نہیں سکتی، آپ اس میں تو کوئی کٹوتی کر نہیں
سکتے اور جب آپ 395 ارب روپے نان سیلری میں نکالتے ہیں تو پیچھے بچتا کیا ہے؟ اگر آپ اس کا حساب
کریں تو وہ بچے گا 208 ارب روپے، اگر آپ اس سے جو میں نے فگرز بتائے خسارے کے اور جو فگر کی ہیر
پھیر سے آپ شو کر رہے ہیں کہ ہم 603 ارب روپے اس وقت خرچ کریں گے اس سال میں، تو 208 سے
اگر وہ منہا کر لیں تو باقی کتنا رہ جائے گا؟ تو میرے خیال میں کوئی ایک ارب سے کوئی اوپر نیچے کی کوئی فگر آئے
گا اور میں پھر ایک دفعہ کہنا چاہتا ہوں کہ پھر ہوگا کیا؟ ہوگا یہی کہ Re-appropriation ہوگی اور تمام
اپوزیشن کے ممبران کے حلقہ جات کی ترقی میں جو پیسہ لگنا ہے، اس پیسے کو ایک جگہ سے دوسری جگہ ٹرانسفر
آپ کریں گے اپنے حلقہ جات میں، آپ لگائیں گے اور اپوزیشن کو آپ اس سے محروم کریں گے اور یہی

نزلہ جو ہے ایک دفعہ پھر آپ اپوزیشن کے اوپر اتاریں گے۔ میڈم سپیکر! میں توجہ چاہتا ہوں ایوان کی، کیونکہ میں۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: آرڈر ان دی ہاؤس پلیز، نلوٹھا صاحب! یہ آپ کے اپنے اپوزیشن لیڈر بول رہے ہیں جی۔

قائد حزب اختلاف: ہمیشہ ہوتا یہ ہے کہ اگر آپ کا تخمینہ جو ہے وہ صحیح ہو، آپ کے اخراجات، آپ کی آمدن اگر آپ صحیح اس کو شو کرتے ہیں تو پھر آپ اس کے نتائج کی طرف صحیح جا سکتے ہیں، آپ اس کو Manage کرنے میں ایک رول ادا کر سکتے ہیں کہ اس کو میں کیسے Manage کروں لیکن اگر آپ اپنے ممبران کے ساتھ، یہاں اس ہاؤس میں جتنے ممبران بیٹھے ہیں اگر ان کو بھی آپ صحیح فگرز نہیں بتائیں گے اور فگرز سے آپ ہیرا پھیری کریں گے، آپ سود کے پیسے نہیں بتائیں گے، آپ قرضے کے پیسے جو ہیں اس کو آمدن میں شو کریں گے، میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پچھلے محاصل میں جہاں آپ نے، 15 ارب روپے آپ کو ملے ہیں اور آپ کی Expectation تھی کہ وہاں سے 22 ارب روپے ملیں گے، اس دفعہ آپ کہتے ہیں کہ وہاں سے ہمیں 25 ارب روپے ملیں گے، آپ مجھے بتائیں گے کہ کونسی جادو کی چھڑی ہو گی کہ جس سے آپ وہ ٹارگٹ پورا کریں گے جو آپ کے ذہن میں ہے؟ امکانات پر بجٹ نہیں بنتے، آپ کو Confirmation ہونی چاہیئے کہ وہاں سے مجھے کتنے پیسے ملنے ہیں؟ اگر پچھلے سال آپ کو اس میں سے 15 ارب ملے ہیں، آپ کی Expectation بائیس ارب ہو اور اس سال آپ کی Expectation پچیس ارب ہے تو مجھے آپ بتائیں گے کہ وہ کونسی جادو کی چھڑی ہو گی کہ آپ 25 ارب روپے پورے وصول کریں گے، کہاں سے وصول کریں گے؟ لہذا آپ ایوان کو بتائیں کہ خوشنما الفاظ سے بجٹ نہیں بناتے، آپ خوشنما الفاظ بنالیں گے، آپ بجٹ کی تقریر بنالیں گے اور پھر آپ کہیں گے کہ اس سے ہمارا یہ سال بھی گزرے گا اور ہم خوشحالی کی طرف جائیں گے، ہم جو ہیں یہ Achievement کریں گے، ہم نے تعلیم میں اور دوسرے شعبے میں اور اس حوالے سے ہم نے یہ Achievement حاصل کرنی ہے تو وہ Achievement تو تب حاصل ہو سکتی ہے کہ آپ جھوٹ تو نہ بولیں، بجٹ جھوٹ پر مبنی تقریر تو نہیں ہونی چاہیئے تو اس کو آپ صحیح پیرائے میں شو کریں اور اس میں آپ یہ بتائیں کہ یہ ہماری آمدن ہے اور اس

طریقے سے ہم نے اس صوبے کو، ان پیسوں میں ہم نے اپنا بجٹ بنانا ہے، اگر آپ نے یہی کام کرنا ہے، اچھا دوسری بات یہ ہے کہ آپ جس Loan کی بات کرتے ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ اس کا جو پراسیس ہے، آپ کا جو Asian Development Bank سے آپ نے Loan لینا ہے اور اس Loan کا جو پراسیس ہے آپ بھول جائیں، آپ کا ٹائم اس حوالے سے گزر چکا ہے، آپ کو یہ Loan نہیں ملے گا، اس کا جو پروسیجر ہے، اس کا جو طریقہ کار ہے وہ اتنا Lengthy اور اتنا لمبا ہے کہ آپ کا یہ جو قرضہ ہے وہ آپ وصول نہیں کر سکتے، کسی بھی صورت میں آپ وصول نہیں کر سکتے اور آپ کس طرف جا رہے ہیں، اس کی وہ کیا ہو گی، اس کا رزلٹ کیا ہو گا؟ رزلٹ یہ ہو گا کہ جو خواب آپ دکھا رہے ہیں پوری قوم کو تو اس سے آپ بچائیں، اس سے آنے والی حکومتوں کیلئے مشکلات آپ چھوڑیں گے اور اس کو سنبھالنا دوسری حکومتوں نے ہو گا اور نئی حکومت نے ہو گا اور وہ ساری ذمہ داری اور سارا بوجھ جو ہے اگلی حکومت پر آپ ڈالیں گے لیکن ذمہ داری آپ کی تھی، آپ نے اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے پورا نہیں کیا اور آپ کی یہ انتہائی ناکامی کی طرف بات جائے گی اور آپ کے پچھلے سال کا بجٹ جو ہے اس کا جو Annual Development پروگرام تھا وہ کدھر ہے، وہ کہاں گیا؟ اور اس میری اطلاعات کے مطابق محکمہ شاہرات میں جو آپ نے 10 ارب روپے لئے تھے کہ جس سے آپ نے وہ سکیمیں مکمل کی تھیں اور Re-appropriation کر کے وہ سارا پیسہ آپ نے نکال کے دوسرے پراجیکٹ میں لے گئے اور سرے سے اس ڈیپارٹمنٹ کے پراجیکٹ میں نہیں لے گئے بلکہ اس ڈیپارٹمنٹ سے نکال کے کسی اور ڈیپارٹمنٹ کی طرف لے گئے اور اس کو آپ نے زیرو کیا تو آپ مجھے بتائیں کہ کس طریقے سے آپ وہ Achievement حاصل کریں گے کہ جس بنیاد پہ آپ کہتے ہیں کہ شاہرات جو ہیں وہ ایک بنیادی چیز ہے علاقوں تک رسائی، ایک علاقے سے دوسرے علاقے تک مارکیٹ سے مارکیٹ تک۔۔۔۔۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> سوری مولانا صاحب! شاہرات کیا ہیں؟

<u>قائد حزب اختلاف:</u> روڈز، روڈز۔۔۔۔۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> روڈز، اچھا۔

قائد حزب اختلاف: تو وہ ایک اہم چیز ہوتی ہے کہ آپ نے ایک علاقے سے دوسرے علاقے تک پہنچنا ہے، مین مارکیٹ تک آپ نے پہنچنا ہے، اس حوالے سے اگر آپ کا وہ بجٹ اس طرح ہو کہ وہ زیرو ہو جائے تو پھر ہو گا کیا؟ یہ کس طرح کا بجٹ ہے، کس طرح ہم اس کو Manage کر رہے ہیں، کس طرح حکومت اس چیز کو چلا رہی ہے؟ میڈم سپیکر! اس حکومت نے Restructuring organization کے طور پر جو چیز متعارف کرائی تھی اور وہ تھی PEDO، KP Oil & Gas Company، Economic Zone، یہ آپ نے متعارف کرایا اور اسمیں آپکے ان کے جو CEOs ہیں، آپ KPOGCL کا اٹھائیں، اس کا CEO یا آپ اس کا، PEDO کا اٹھائیں تو ایک کو آپ دے رہے ہیں 18 لاکھ روپے تنخواہ، دوسرے کو آپ دے رہے ہیں 28 لاکھ روپے تنخواہ، مراعات اپنی جگہ پر لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی کارکردگی کے حوالے سے اگر آپ دیکھیں تو پھر کارکردگی بالکل زیرو ہے، اس حوالے سے کوئی کارکردگی نہیں ہے اور ایک چیز اور میں Mention کر لوں کہ جو آپ Economic Zone کا جو چیف ایگزیکٹو ہے، سی او ہے اس کو نیب نے کرپشن میں گرفتار کیا ہے، آپ نے اس بندے کو سی او بنایا جس کو نیب نے گرفتار کیا اور واویلا آپ تقاریر سنیں، کرپشن کے الزامات، الزامات پر الزامات اور یہاں صورتحال اس کی یہ ہے کہ آپ کا جو دوسرا سی او ہے وہ ہائی کورٹ نے اس کو برطرف کیا، ہائی کورٹ نے اس کو غلط تقرری قرار دی کہ یہ تقرری ہی سرے سے غلط ہوئی ہے تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ ہائی کورٹ اس کی تقرری غلط دکھائی، وہ غلط قرار دی، اب آپ کو دوبارہ اس کو ایڈورٹائز کرنا ہے، کیا کرنا ہے؟ لیکن بات یہ ہے کہ اگر اتنے اہم عہدے کیلئے سی او کی بات ہو تو پھر اگر آپ کو یہ بھی اندازہ ہو کہ آپ دوسروں پر کیچڑ اچھالتے ہیں، الزامات لگاتے ہیں تو پھر یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اگر آپ غلط تقرری کریں گے تو آپ کو کوئی کیوں معاف کرے گا، کوئی کیوں کورٹ میں نہیں جائے گا اور آپ کی اس تقرری کو چیلنج کرے گا، یہ کیسے آپ بھول جاتے ہیں اور وقت کا ضیاع اور وہ آرگنائزیشن جو آپ نے بنائی ہے جو صوبے کو اس نے فائدہ دینا ہے وہ الٹا آپ کے نقصان میں جائے، اس کے فیصلے کہاں جائیں گے، اس نے جو کام کرنا تھا وہ کدھر جائے گا اس کا، جو آپ نے اس کو تنخواہیں دیں، ان کو مراعات دیں تو وہ کدھر جائیں گی، اس کا کیا ہو گا تو اچھا جو تیسرا آپ کا سی او ہے اس کو آپ نے Extension دے دی اور بغیر کسی Competition کے آپ نے اس کو Extension دی

جو میں سمجھتا ہوں کہ قانوناً غلط ہے، قانون کا تو میں وہ نہیں ہوں، ماہر نہیں ہوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ قانوناً جو ہے وہ غلط ہے۔ 350 ڈیمز کا آپ نے دعویٰ کیا کہ ہم 350 ڈیم بنائیں گے۔ آپ کی اپنی تقاریر اٹھا لیں آپ کہتے ہیں ہم نے، مرکز جو ہے، بجلی کی پیداوار نہیں بنا سکا، تو وہ پیداوار ہم نے صوبے سے پیدا کرنی ہے اور تمام پاکستان کو ہم بجلی دیں گے اور یہ اتنے ڈیم ہم نے بنانے ہیں لیکن آج تک ایک ڈیم کا بھی پتہ نہیں چل سکا اور جو اگر تھوڑا بہت افتتاح ہوا ہے تو وہ بھی میرے خیال میں سردار حسین بابک صاحب بیٹھے ہیں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ وہ بھی کوئی پچھلی حکومت کے سٹارٹ کئے ہوئے پروگرام کا افتتاح ہے تو آپ اس حوالے سے اپنی کارکردگی کو دیکھیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہاں پر جو ہونا چاہیئے تھا کہ جس پہ ہمارا مطالبہ بھی تھا ایک اور، آپ لوگ بھی کہتے تھے کہ ہم نے لفٹ کنال بنانی ہے، لفٹ کنال تو نہیں بنائی، لفٹ کنال کا اگر پرائم منسٹر نے اعلان کیا اور 35 پرسنٹ آپ نے اس میں دینا تھا، دیکھیں، یہ ہمارا ایک ایسا نیشنل منصوبہ تھا کہ اگر اس میں ہم کامیاب ہو جاتے تو آپ کو سالانہ اربوں روپے، اگر ہم اس کو سٹیج وائز بھی بناتے تو آپ کو پہلے سال میں 5 سے 10 ارب روپے آبیانہ اس کا ملنا تھا، اگر ہم اس کی دوسری سٹیج بنائیں تو 20 ارب تک آپ کو اس کا آبیانہ ملنا تھا تو وہ تو ایک دو سال میں تین سال میں آپ اسکے جو اخراجات اس پہ ہوتے یا اس پراجیکٹ پہ جتنا خرچہ ہوتا وہ Automatically آپ کے پاس واپس آتا اور اناج کے حوالے سے یہ منصوبہ پورے پاکستان کے حوالے سے میں کہتا ہوں کہ ہمارا صوبہ اناج کے اس میں اتنا خودکفیل ہوتا کہ آج ہم اگر اناج دوسرے صوبے ہم سے مانگتے تو شاید ہم ان کو بھی دے سکتے تھے اگر ہم اس منصوبے پر عمل کرتے اور اس منصوبے پر کام کر لیتے، آج ہم نے فیڈرل گورنمنٹ سے ریکویسٹ کی ہوئی ہے کہ وہ 65 پرسنٹ کا اس دفعہ ہمیں اس لائن پر لے کر آئیں تا کہ ہم اس کو سٹارٹ کر سکیں، اس منصوبے کو اور آگے اس نے مکمل ہونا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ مکمل جتنی تیزی سے ہم کر سکتے ہیں اس کو ہم مکمل کریں اور ہماری یہ کوشش ہے کہ اس سال میں ہم اس کا افتتاح کریں، وہ شروع ہو تو صوبائی گورنمنٹ کو بھی چاہیئے کہ اگر چار سالوں میں نہیں کر سکے تو کم از کم آخری سال میں اتنا تعاون تو کر لیں کہ جو پیسے آپ نے اس حوالے سے 35 پرسنٹ کی بات کی ہے، جو ضرورت اس سال کی ہو تو وہ پیسے کم از کم آپ اس کو پورا کریں یہ آپ کی ذمہ داری بنتی ہے، اگر ہم اسی سے یہ جو آرگنائزیشن ہے اور ہم اگر اس کو کرپشن کے حوالے سے دیکھتے ہیں تو جو ہماری اطلاعات ہمیں موصول

ہو رہی ہیں، ہمیں اطلاعات آرہی ہیں تو کرپشن کو پورے طریقے سے Manage کیا جارہا ہے کہ آگے آنے والے الیکشن کیلئے ہم نے فنڈ کیسے پیدا کرنا ہے اور اس فنڈ کیلئے بڑے پراجیکٹس سے کمیشن کس طرح وصول کرنا ہے تاکہ ہم اپنی پارٹی کو فنڈ دے سکیں اور فنڈ پیدا کر سکیں اور یہ اطلاعات ہم تک پہنچ رہی ہیں اور اس پر کام ہو رہا ہے کہ مختلف لوگ اس پر کام کر رہے ہیں اور میرے خیال میں شاید جو باہر سے پیسہ آرہا تھا، شاید اس مقصد میں پی ٹی آئی ناکام ہو گئی ہے اور ان کو جو ہے وہ اس، وہاں سے پیسے اب نہیں مل رہے اور اب انہوں نے اپنے لئے پیسے پیدا کرنے ہیں تو اس کا طریقہ کار اور ہمیں یہ خدشات ہیں، ہم آپ کو بتا رہے ہیں کہ ہمیں یہ خدشات ہیں اور ہمیں یہ اطلاعات موصول ہو رہی ہیں کہ یہ یہ صورتحال Develop ہو رہی ہے، میڈم سپیکر! اطلاعات و نشریات کے منسٹر شاہ فرمان صاحب بیٹھے ہیں، میں نے پچھلی دفعہ بھی یہ بات پوائنٹ آؤٹ کی تھی کہ ایڈورٹائزمنٹ کمپنیوں کو 3 ارب روپے دیئے جا رہے ہیں اور یہ بھی میں نے کہا تھا کہ آپ نے Conflict of Interest والا بل پاس کیا ہے اس میں وہ کمپنیاں کیسے بیٹھ سکتی ہیں جن کمپنیوں کو آپ نے وہ پیسہ دینا ہے اور ان کو وہ پراجیکٹ دینا ہے، کام کرنا ہے اس نے اور اس وقت آپ نے بجٹ میں اس کو جتنا Amount show کیا ہے اور آگے Through format کیا ہوا ہے تو میں آپ کو بتادوں، پورے ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی کمٹمنٹ دسمبر تک ہے، وہ ٹارگٹ اس نے پورا کرنا ہے اور یہ Re-appropriation ہوگی اور یہ دوسری مدات سے پیسے اٹھا کر آپ نے اس مد میں پیسے دینے ہیں تاکہ آپ کی پارٹی کی اس سال میں جو آنے والا الیکشن ہے اس کیلئے ایڈورٹائزمنٹ آپ صحیح معنوں میں کر سکیں، اس کیلئے آپ نے یہ پیسے ان کو دے دیئے اور یہ وقت ثابت کرے گا، آئے گا ٹائم، پتہ چلے گا کہ آپ کتنے پیسے ان کو دے رہے ہیں، یہ ساری چیزیں میں اس کے ساتھ، تسلسل کے ساتھ آپ کے سامنے لا رہا ہوں، ایک چیز اور، یہ بجٹ کی تقریر ہے اور اس میں آپ نے راہداری کے حوالے سے بات کی ہے، کاش میں آج سپیچ کرتا اور میں راہداری کے حوالے سے بات کرتا اور سپیکر صاحب خود بیٹھے ہوتے تو سپیکر صاحب کی اس حوالے سے جتنی دلچسپی تھی اور جس انداز میں اس پروگرام کو ان کے Expertise نے چلایا اور اس کو جتنا صوبے کی حکومت نے متنازع بنانے کی کوشش کی تو وہ کسی سے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے اور اس پر تسلسل کے ساتھ میٹنگز ہوتی رہیں اور آپ نے بھی یہاں پر اس کو کریڈٹ لینے کی کوشش کی ہے کہ ہم نے

مغربی روٹ، اور ایک چیز میں آپ کو واضح کر دوں کہ جس مغربی روٹ کو آپ ماننے کو تیار نہیں تھے، آپ نے بجٹ تقریر میں اس کو Accept کیا ہے کہ مغربی روٹ راہداری کا حصہ ہے، یہی آپ تھکتے نہیں تھے، آپ کے جو ایکسپرٹ وہ شہزادہ مسعود صاحب تھے اور اسمبلی کے باہر بھی انہوں نے ایک دھرنا لگایا تھا اور اس میں ہمارے سپیکر صاحب بھی بیٹھے تھے اور جس میں یہ جس الفاظ سے وہ تھکتے نہیں تھے کہ یہ جو روڈ ہے، یہ تو مولانا صاحب کے گاؤں تک روڈ بنا رہے ہیں، یہ مولانا صاحب کو دھوکہ دے رہے ہیں، یہ تو پہاڑ پور کی تحصیل تک جا رہا ہے اور اصل نقشہ تو یہ ہے اور پنجاب میں ہے اور یوں جا رہا ہے اور یہ گوادر تک جائے گا۔ آج مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ جب آپ دھرنوں پر تھے اور آپ کے ان دھرنوں کی وجہ سے چائنا کا پریزیڈنٹ نہیں آسکا اس میں، اپنے پروگرام کے مطابق اور ان دھرنوں کے ختم ہونے کے بعد وہ پریزیڈنٹ آیا اور جس چیز کا آپ نے فائدہ اٹھانا تھا وہ فائدہ نہیں اٹھا سکے، اصل میں مصیبت یہ تھی کہ۔۔۔۔۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> محمد علی صاحب! فنانس منسٹر نے جواب دینا ہوگا، اس کو ذرا ڈسٹرب نہ کریں۔

(تالیاں)

<u>قائد حزب اختلاف:</u> راہداری کے حوالے سے میں اہم بات کر رہا ہوں، میں اس پوائنٹ پر اہم، یہ پوائنٹ ہے اور اس پر آ رہا ہوں اور میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں، جب آپ دھرنوں پر تھے اور آپ کو یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ راہداری ہے، کدھر سے جانا ہے، اس کا نقشہ کیا ہے، کیا ہونا ہے، کیا نہیں ہونا، کیا ہو رہا ہے اور کیا ہمارے صوبے کو اس کے فوائد مل رہے ہیں کہ نہیں مل رہے؟ یہ آپ کے علم میں نہیں تھا اور اس وقت تو آپ زعم میں تھے کہ ہم نے آج جمہوری اداروں پر بھی حملے کرنے ہیں، آج ہم نے پرائم منسٹر کے گھر تک بھی جانا ہے، آج ہم نے میڈیا پر بھی حملے کرنے ہیں اور انتظار ہوگا تھرڈ ایمپائر کی انگلی کا اور آپ اس چیز میں اتنے Extremist ہو گئے، اتنے انتہاء پسندی میں آپ گئے کہ آپ نے وہ مصرعہ ہے اور بالکل اس پر صادق آتا ہے۔

؎ کہ خزاں جائے بہار آئے یا نہ آئے ۔۔۔۔۔ خزاں جائے بہار آئے نہ آئے

(تالیاں)

توآپ اس حوالے سے اتنے آگے اس میں گئے کہ آپ یہ سمجھ بیٹھے کہ اب تو تھرڈ ایمپائر کی انگلی اٹھنے والی ہے، یہ سارا نظام درہم برہم ہونا ہے اور اس منصوبوں کا تیاپانچا ہونا ہے اور ہم نے جو ہے پرائم منسٹر کی کرسی پر بیٹھنا ہے ہر صورت میں، آپ کا وہ جو عمل تھا اس نے جمہوریت کو نقصان دیا ہے اور جمہوری اداروں کو نقصان دیا ہے، اس وقت تو آپ اس شغل میں مصروف تھے کہ ہم نے جمہوریت کو کس طرح سبوتاژ کرنا ہے، آپ کو راہداری کا کیا علم تھا کہ راہداری میں کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟ اور جب ہم نے یہ مسئلہ اٹھایا، مولانا فضل الرحمان صاحب نے اٹھایا اور آل پارٹیز کانفرنس بلائی گئی، پرائم منسٹر سے مطالبہ کیا گیا اور پرائم منسٹر نے اس کو قبول کیا اور تمام پارٹیاں اس میں بیٹھیں بشمول پی ٹی آئی کے اور پھر آپ نے اس پر، مشترکہ طور پر ہم نے اس پر دستخط کئے کہ جو راہداری، مغربی روٹ کے حوالے سے جو نقشہ ادھر بتایا گیا، من وعن اس پر عمل ہوگا، سب کے سائن اس پر موجود ہیں، لیکن پھر جب راہداری کے حوالے سے ہماری میٹنگ ہوئی، میں بھی میٹنگ کا ممبر تھا، آپ کے منسٹر بھی اس میں بیٹھے ہوئے تھے، میڈم سپیکر! لیکن اس وقت اس راہداری کو متنازعہ کرنے کی کوشش کی، جس پر آپ کے اپنے دستخط موجود تھے، آپ نے اس کو متنازعہ بنانے کی کوشش کی، آپ نے اس کے نقشے کے حوالے سے متنازعہ بنانے کی کوشش کی اور ہم نے کہا کہ دیکھئے یہ سنجیدہ مسئلہ ہے، یہ روٹ ہے، یہ راہداری کا حصہ ہے، آپ کہتے تھے کہ یہ پی ایس ڈی پی کے پیسے ہیں اور ہم نے کہا کہ ہاں پی ایس ڈی پی کے پیسے ہیں، لیکن پاکستان نے بھی اپنا پیسہ اس میں خرچ کرنا ہے، یہ صرف چائنا نے نہیں خرچ کرنے تھے، پی ایس ڈی پی کے پیسے تھے، لیکن اب آپ مجھے بتائیں کہ جب یارک سے ژوب کی طرف اب یہ سلسلہ شروع ہوا اور اس میں چائنا کے پیسے 90ارب روپے لگ رہے ہیں تو اب آپ بتائیں کہ وہ ہماری بات کنفرم ہوئی کہ نہ ہوئی کہ یہ روٹ جو ہے راہداری کا حصہ ہے؟ اور اصل راہداری کا حصہ میں آپ کو پھر بتاتا ہوں، آج فلور آف دی ہاؤس بتاتا ہوں کہ مغربی روٹ ہی اصل ہوگا ان شاءاللہ۔۔۔۔

(تالیاں)

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> مولانا صاحب! آپ اگر ٹائم، پلیز ذرا وہ کرلیں۔

<u>قائد حزب اختلاف:</u> نہیں، میں اپنی تقریر مکمل کرونگا۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: مکمل کرلیں، لیکن یہ کہ Already۔

قائد حزب اختلاف: اگر ادھر سے ٹائم نہیں ہوگا تو ہم نے بھی اپنا ٹائم لینا ہے، ہمیں تقریر کرنی ہے اور پوری کرنی ہے۔۔۔۔۔

Madam Deputy Speaker: Okay carry on, Maulana Sahib! Carry on.

قائد حزب اختلاف: میڈم سپیکر! یہ اہم بات ہے، آپ کے سپیچ کا حصہ ہے، آپ کے بجٹ کی سپیچ کا حصہ ہے اور میں نے اس پر ساری چیزیں مکمل کرنی ہیں اور بتانا ہے آپ کے بجٹ کا یہ صفحہ ہے اور جس میں آپ کہتے ہیں کہ حکومت نے ہمیں اندھیرے میں رکھا ہے کہ یہ ساری چیزیں ہم نے اس میں بیان کرنی ہیں، میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اس وقت بھی، ہم آپ کو کہہ رہے تھے، ٹائم تھا اس وقت کہ اس راہداری سے آپ فائدہ اٹھائیں، آپ چائنا کے سفیر سے ملاقات کیلئے تیار نہیں تھے، اب آکر آپ کو ہوش آیا کہ یہ تو ہم اس راہداری سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، ہمارے پراجیکٹس صوبے میں ہم کر سکتے ہیں اور اب آپ توقعات رکھ رہے ہیں، آپ کے بجٹ کی تقریر کا حصہ ہے کہ اربوں ڈالر ہمیں ملیں گے اور ہمارے فلاں فلاں، ہم نے سکیمیں مکمل کرنی ہیں، میڈم سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ہے، دیر آید درست آید کہ آپ چائنا گئے، آپ نے توقعات ظاہر کیں، اچھی بات ہے، اربوں ڈالر صوبے کو آئے، اچھی بات ہے لیکن آپ کا ٹائم گزر چکا ہے، آپ کی حکومت کا ٹائم گزر چکا ہے، آپ کے ٹائم میں، آپ یہ کریڈٹ اپنے منصوبوں کے حوالے سے نہیں لے سکتے۔ میڈم سپیکر! بہت اچھا ہوتا کہ اگر ہم وقت پر سمجھ جاتے اور ہم اس وقت ان پراجیکٹس کو، اس ٹائم ان کے معاہدات کرتے تو آج ہم اس لیول پر ہوتے کہ آپ کے اس صوبے میں بہت سارے پراجیکٹس، جو اہم پراجیکٹس ہوتے جو پورے صوبے کو فائدہ دے سکتے تھے وہ آج کل تکمیل کے مراحل میں ہوتے، جیسے دوسرے صوبوں میں ہو رہا ہے۔ ہم نے اس پر توجہ نہیں دی، ہم نے اس کو متنازعہ بنانے کی کوشش کی، ہم نے اس پر دھرنے کئے، جلوس نکالے، متنازعہ بنانے کی کوشش کی اور ہم اس کا فائدہ نہیں اٹھا سکے۔ آپ کا ٹائم گزر چکا ہے، اب آپ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یہ جو راہداری کے حوالے سے بات تھی اور ہم سمجھتے تھے کہ اس پر اگر ہم توجہ دیتے تو شاید ہم لفٹ کینال بھی اسی سے بنوا سکتے تھے، انہی سے ہم راہداری کے حصے سے اپنا یہ لفٹ کینال بھی بنوا سکتے تھے۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: منور خان صاحب! منور خان صاحب! آپ کا اپوزیشن لیڈر بول رہا ہے، ان کی بات آپ سنیں۔

قائد حزب اختلاف: میڈم سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ چار سال ہوگئے کہ ان چار سالوں میں ہم نے کیا مرکزی حکومت کو اور کیا پنجاب کے حکومت کو نہیں لتاڑا، میں آپ کو یہ صرف بتانا چاہتا ہوں کہ اس پر آپ نے الزامات لگائے کہ جنگلا بس اور جنگلا بس اور جنگلا بس اور اس کے نقصانات اور وہ غریبوں کے پیٹ نہیں بھرتے، یہ ساری چیزیں آپ نے کیں اور چار سال تک آپ یہ ہر جلسے میں اس لفظ کو آپ نے چھوڑا نہیں، عمران خان صاحب نے کسی تقریر میں یہ لفظ چھوڑا نہیں لیکن آج وہی جنگلا بس آپ بنا رہے ہیں، اتنی دیر کے بعد، وہی جنگلا بس پر آپ کام کر رہے ہیں، اسی پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں، اس کیلئے آپ Loan مانگ رہے ہیں تو آپ مجھے بتائیں کہ کیوں چار سال آپ نے اس کو رد کیا، اس منصوبے کو رد کیا، سیاسی طور پر اس کو رد کیا؟ آج آپ اس کو بنانا چاہتے ہو، کس بیس پر بنانا چاہتے ہو؟ ہم چاہتے ہیں کہ وہ بنے، ہم اس حوالے سے آپ کو منع نہیں کر رہے ہیں کہ آپ نے نہیں بنانا، لازمی بنانا ہے اور یہ پبلک کے فائدے میں ہے، تو لازمی بنانا ہے لیکن یہ اتنی دیر کے بعد آپ کو یہ خیال کیوں آیا؟ اور اس منصوبے کے فوائد آپ تک اب کیوں پہنچے ہیں چار سال کے بعد، میڈم سپیکر! میں آتا ہوں اس حوالے سے کہ شکر ہے کہ بجٹ کی تقریر میں اس دفعہ ایجوکیشن کیلئے ایمرجنسی کا لفظ استعمال نہیں ہوا، ایجوکیشن کے حوالے سے آپ نے ہمیشہ ایمرجنسی کا لفظ استعمال کیا، یہ لفظ میں نے بار بار دہرائے ہونگے، یکساں نظام تعلیم کے حوالے سے تو ہمیں سمجھ میں نہیں آرہا کہ وہ جو الفاظ تھے عمران خان کے کہ یا ممی ڈیڈی کہنا ہے یا ماں باپ کہنا ہے، اس کو ہم نے ایک لیول پر لے آنا ہے کہ یہ دو لفظ جو ہیں، اس طریقے سے معاشرے میں استعمال نہ ہوں، ہم نے نصاب کے حوالے سے تبدیلی لانی ہے تو مجھے بتایا جائے کہ وہ آپ کی جو پالیسی تھی وہ کہاں گئی، کیا ہوا اس کا، کیا اس کے نصاب میں فرق آیا، کیا آپ نے سارے سکول انگلش میڈیم بنا دیئے؟ آپ مجھے یہ بتائیں گے بلکہ ہمارے یہاں پر مسلم لیگ (ن) کی طرف ایجوکیشن میں جو آیات کے حوالے سے بات اٹھائی گئی تھی کہ یہ تبدیلی آپ نے کی ہے یہ تو آپ کر سکے ہیں لیکن آپ اس نصاب کے حوالے سے، آپ کے ڈیپارٹمنٹ نے، آپ کے محکمے نے، آپ کی حکومت کی پالیسی کو جس انداز میں وہ عملاً نافذ کیا ہے، ہمیں بتایا جائے، کیا اس کے آپ نے سٹارٹ

سے اسکی بنیادی چیزیں رکھی تھیں کہ جو آگے مستقبل میں اس پر یہ بلڈنگ جو ہے بنے گی اور پھر آپ اسکے نتائج وصول کریں گے؟ آج تک چار سالوں میں آپ اپنے بجٹ کا وہ دیکھیں کہ آپ نے کتنے پیسے دیئے، Show تو کئے ہیں کہ بجٹ میں اربوں روپے اسکو Show کریں گے لیکن چار سالوں میں ایک سکول فنکشنل نہیں ہو سکا ایک سکول بھی، پرائمری سکول وہ فنکشنل نہیں ہو سکا، آپ کے منصوبے ہیں، آپ کے دل میں رہیں گے، آپ تو باتوں میں اور فیس بک میں اور سب کچھ میں، آپ بڑی اچھی باتیں کریں گے لیکن عملاً اسکا جو نتیجہ سامنے آرہا ہے وہ کوئی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: عاطف خان! وہ کہہ رہے ہیں کہ چار سال میں ایک سکول فنکشنل نہیں ہوا ہے، پلیز آپ چیئر پر بیٹھیں سننے دیں۔

قائد حزب اختلاف: آپ کی آبادی میں بھی اضافہ ہو رہا ہے، Enrollment میں کتنا اضافہ ہوا ہے، سکولز آپ نے کتنے بنائیں ہیں؟ کالجز کی طرف آتا ہوں کہ کالجز آپ نے کتنے بنائیں ہیں کب سے آپ؟ اگر اس حوالے سے دیکھا جائے تو میں کہتا ہوں کہ آپ کے 2013-14, 2015-16 اسکے جو منصوبہ جات تھے آج تک جو ہیں اور بڑی عجیب سی بات ہوتی ہے کہ پچھلے سال کے جو پراجیکٹ ہوتے ہیں وہ Next year میں جا کے ایوارڈ ہوتے ہیں اور اسکے ورک آرڈر ایشو ہو جاتے ہیں تو یہ منصوبے کس طرح آپ مکمل کریں گے۔ میں نے پہلے بھی روڈز کی بات کی، اس کا جو آپ نے زیرو پرسنٹ کر دیا تھا اسکے پیسوں کو اور آج بھی آپ بجٹ میں جو شو کر رہے ہیں اس حوالے سے ہزاروں ملین اور لگنے ہیں، پانچ ہزار سے اوپر، لیکن آپ اس کو شو کر رہے ہیں پانچ سو ملین، آپ مجھے بتائیں کہ یہ روڈز کیسے بنیں گے؟ جو آپ نے سٹارٹ سے شروع کئے ہیں آج تک، وہ کیسے مکمل ہونگے، کس طریقے سے آپ اس کو مکمل کریں گے اور نتیجہ کیا نکلے گا؟ روڈز اور منسٹر کی بات نہیں ہے، حکومت کی پالیسی کی بات کر رہا ہوں، بجٹ Overall ہے اچھا، ہائر ایجوکیشن کے منسٹر بیٹھے ہیں، وزیر اعظم نے دو یونیورسٹیوں کا اعلان کیا ہے، جس میں پراونشل گورنمنٹ کے تعاون کی ضرورت ہے لیکن پراونشل گورنمنٹ اس میں تعاون نہیں کر رہی ہے، ہم اربوں روپے اس صوبے میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں اور وہ Approved ہیں، ہمیں اپنے صوبے کی جو ذمہ داری ہے وہ ہائر ایجوکیشن کے منسٹر سے ہم ریکویسٹ کرتے ہیں کہ اس کو وہ پورا کرے تاکہ کوئی یونیورسٹی جو ہے عملاً اپنا کام

شروع کرسکے اور اس پر کام ہوسکے، یہ جو منصوبے ہیں وہ سٹارٹ ہوسکیں اس حوالے سے مجھے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسی ایجوکیشن کے حوالے سے بات کرونگا کہ آپ مدارس کے حوالے سے بل لیکر آئیں، مجھے افسوس بھی ہوتا ہے کہ مدارس کے حوالے سے فیڈرل گورنمنٹ اور جب ڈکٹیٹر کی حکومت، مارشل لاء تھا اور مشرف کی حکومت تھی، اس نے بھی اتنی زیادتی کے حوالے سے بل نہیں بنایا ہوگا جو زیادتی آپ نے کی ہے اور جو بل آپ نے Introduce کیا، آپ کی اسمبلی میں اور جو آپ مدارس کے ساتھ زیادتی کرنا چاہتے ہیں، ہم آپ کو بتادینا چاہتے ہیں کہ یہ زیادتی کسی بھی صورت آپ کو کرنے نہیں دینگے، اگر اس بل کو، ابھی سلیکٹ کمیٹی میں گیا ہوا ہے اور وہ بھی ہماری ریکویسٹ پہ گیا تھا اور سلیکٹ کمیٹی میں کیا ہو رہا ہے؟ مفتی فضل غفور، مفتی جانان بھی آپ کے ساتھ اس میں ممبر ہیں، جب تک ہمارے وفاق المدارس، عنایت اللہ خان صاحب بیٹھے ہیں، ان کی بھی تنظیمات ہیں، ہماری بھی تنظیمات ہیں تو وفاق المدارس نے مکمل طور پر آپ کے بل کو Reject کیا ہے کہ یہ بل سراسر مدارس کے ساتھ زیادتی ہے اور مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ عنایت اللہ خان صاحب بیٹھے ہیں کہ جماعت اسلامی اس کیبنٹ میں بیٹھی ہے اور اس کیبنٹ سے یہ بل پاس ہوتا ہے اور اسمبلی تک آتا ہے (تالیاں) تو یہ مجھے گلہ ہے جماعت اسلامی والوں سے کہ ان کی بھی تنظیمات اور مدارس ہیں اور وہ بل کس طریقے سے کیبنٹ سے پاس ہو کر اس اسمبلی تک آیا ہے؟ یہ میں انتہائی اہم باتیں کر رہا ہوں اگر اس طرح نہ ہوا تو ہم جس طرح آپ روڈوں کی بات کرتے ہیں تو میں حقیقتاً آپ کو کہتا ہوں کہ پھر ہم روڈ پہ آکے آپ کے خلاف تحریک چلائیں گے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اسکو کوئی اس طریقے سے قبول کرسکے۔ پبلک ہیلتھ کے حوالے سے شاہ فرمان صاحب بیٹھے ہیں، منسٹر ہیں اس کے، میڈم سپیکر! پبلک ہیلتھ کی جو سکیمیں 2013 سے 2014 سے شروع ہیں وہ آج تک مکمل نہیں ہو سکیں اور اس کی وجوہات بہت ساری ہیں، فنڈ نہیں ہے تو سکیم مکمل نہیں ہو رہی اور اسکا جو طریقہ کار ہے، اس کے ٹینڈرنگ کا، جس کا آپ کریڈٹ لیتے ہیں۔ E-Tendering کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ 50 percent below تک آپ نے ان کو Permission دی ہوئی ہے کہ 50 percent below تک آپ جا سکتے ہیں اور 50 percent below پہ جا کے وہ سارے کے سارے پراجیکٹ ناکام اسلئے ہو رہے ہیں کہ اس میں دھوکہ دہی بھی چل رہی ہے کہ Depth پہ جانا ہے تو جو اس کے مطابق ہے، ٹیوب ویل کے مطابق کتنا Depth

میں جانا ہے، اس Depth میں وہ ٹھیکیدار نہیں جاتے وہ 50 percent below پہ جا کے اس کے بچانے کی کوشش کرتے ہیں، پیسے نہیں ہوتے، کام جو ہے ان سے مکمل نہیں ہوتا ان پیسوں میں، تو یہ سراسر زیادتی ہے، یہ محکمے کی ذمہ داری ہے کہ اگر آپ کو پتہ ہے کہ ان پیسوں میں یہ ٹیوب ویل مکمل نہیں ہو سکتا تو آپ وہ پیسے، آپ وہ ٹینڈر کس طریقے سے Accept کرتے ہیں، اس کیلئے آپ کے جو رولز ہیں وہ اتنے غلط کیوں ہیں؟ آخر چار سال گزر گئے اور وہ پراجیکٹس آپ کے نامکمل ہیں اور مکمل نہیں ہو رہے ہیں، روڈز آپ کے مکمل نہیں ہو رہے، میڈم سپیکر صاحبہ! میں محکمہ صحت کے حوالے سے بھی بات کروں گا، محکمہ صحت کے ایم ٹی آئی بنائی گئی، آپ نئے نئے رولز لیکر آئے، میں اس پہ بھی آؤنگا کہ آپ قانون سازی کا جو کریڈٹ لیتے ہیں اس پر مجھے بات کرنی ہے، آپ مجھے بتائیں کہ آج ڈاکٹرز اس کا پورا جو آپ کا عملہ ہے محکمہ صحت کے نیچے کام کر رہا ہے، آپ کی جو پالیسیاں ہیں اور آپ نے جو ایم ٹی آئی بنائی، مجھے تو ڈی آئی خان کا پتہ ہے کہ ایک ملازم نے بھی ایم ٹی آئی کے تحت اپنی ملازمت کو قبول کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی اور نہ کسی نے کی ہے، ایک ملازم نے بھی نہیں کی لیکن وہاں پہ ایم ٹی آئی ہے، میں نے اس وقت بھی اس پر نکتہ اٹھایا تھا کہ وہاں پہ جو آپ کے ایم ٹی آئی کا ڈائریکٹر ہے یا جو بھی پوسٹ، آپ نے اس کا نام دیا ہے، اس کا بورڈ آف گورنرز جو تھا، جب اس کی اپوائنٹمنٹ ہو رہی تھی، میں نے یہاں فلور آف دی ہاؤس ظاہر کیا تھا اور چیف منسٹر صاحب بیٹھے تھے اور انہوں نے کہا کہ میں اس کی تحقیقات کرونگا، میں نے بتایا تھا کہ صرف دو ممبران نے سات ممبران میں سے اس عہدے کو Accept کیا تھا تینوں نے، تین نے بائیکاٹ کیا تھا اور دو آئے نہیں تھے اور دو ممبران سے آپ کسی کو کیسے سلیکٹ کر سکتے ہیں (تالیاں) یہ سراسر انصاف اور اسکے میرٹ کے خلاف ہے اور آپ لوگوں نے کہا کہ ہم اس پہ تحقیقات کریں گے، لیکن اس کا کوئی جواب نہیں آیا اسمبلی کے فلور پر، نہ چیف منسٹر نے یہاں پہ وعدہ کیا، ہونا یہ چاہیئے تھا کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ جو ہے اس پہ جواب دیتا کہ ہاں یہ چیز ہوئی ہے اور یہ غلط ہوئی ہے، تو اسے دوبارہ ہونا چاہیئے تھا، دوبارہ ایڈورٹائزڈ ہونا چاہیئے تھا لیکن کسی نے اس پہ بات کی تھی؟ آج اس پہ کورٹ میں کیس چل رہا ہے، جب کورٹ نے Decide کرنا ہوگا، لیکن ہم نے یہاں پہ فلور آف دی ہاؤس یہ پوائنٹ آؤٹ کیا تھا اور Accept کیا تھا، چیف منسٹر نے کہا تھا کہ ہم اس کی انکوائری کریں گے، اگر ایسا ہوا تو اس کو واپس کریں گے، لیکن آج تک ایسا

ہوا نہیں ہے، ویسے بھی روڈوں پہ آپ کے ڈاکٹرز بیٹھے ہیں، پندرہ پندرہ، سولہ سولہ، بیس بیس دن ہو گئے ہیں انکے دھرنا دیئے ہوئے اور اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ سنجیدگی سے اس پہ ہونا چاہیئے، لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ تو شہرام خان کے پاس ہے لیکن چلانے والے ملک سے باہر بیٹھے ہیں اور اس کے سارے انتظامی امور کو وہ دیکھ رہے ہیں، وہاں سے سب کچھ آتا ہے اور Implementation کیلئے آتا ہے، عمل داری کیلئے آتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر زیادتی ہوگی کہ آپ کے یہاں کے مسائل کو اور اس کی وجوہات کو، آپ کے اپنے کلچر کو، آپ کے اپنے معاشرے کو دیکھے بغیر جب آپ اس طرح کی Implementation کریں گے، اس طرح کی قانون سازی کریں گے تو اسکا نتیجہ صفر ہوگا اور یہ اہم شعبہ ہے کہ جس پر اس کو توجہ دینی چاہیئے، سنجیدگی سے توجہ دینی چاہیئے۔ جس کے جو مسائل ہیں وہ مسائل آگے بڑھیں گے، خرابی کی طرف جائیں گے، جب آپ کے ایم ٹی آئی کو کوئی Accept نہیں کریگا تو آپ پوسٹیں ایڈورٹائزڈ کریں گے تو جو دوسرے Accept نہیں کر رہے ہیں تو وہ سرپلس میں چلے جائیں گے تو یہ حکومت کا نقصان نہیں ہوگا، یہ ملک اور قوم کے پیسے کا نقصان نہیں ہوگا کہ جب وہ سرپلس پہ جائیں گے اور آپ نئے بھرتی کریں گے؟ تو لہذا یہ سنجیدگی سے بات لینے کی بات ہے کہ جس کو ہم سنجیدگی سے نہیں لے رہے ہیں۔ میڈم سپیکر! میں بلدیاتی نظام کی طرف آؤنگا کہ بلدیاتی نظام ہم نے متعارف کرایا اور جو یونین کونسل تھی وہ آپ کو لگا نہیں کہ یہ وہ Grass root level کا صحیح معنوں میں اسکی نمائندگی کر سکتے ہیں، آپ نے مزید Grass root level تک اس کو لے گئے اور ویلج کونسل بنائی، نیبرہوڈ کونسل بنائی اور نیبرہوڈ و ویلج کونسل بنائی تو آپ مجھے بتائیں جی۔۔۔۔۔

<u>Madam Deputy Speaker</u>: Please no cross talk۔

<u>قائد حزب اختلاف</u>: آپ اپنے ٹرن پہ جواب دے دیں، کوئی مسئلہ ہے؟ ہمیں بھی غور سے سنیں۔۔۔۔۔

<u>ایک رکن</u>: میڈم سپیکر۔

<u>قائد حزب اختلاف</u>: نہیں، میں یہ بتانا چاہتا ہوں، اس کے حقائق بتانا چاہتا ہوں، یہ نہیں ہے کہ آپ نے اس بل کو پاس کیا اور آپ نے قانون سازی کی، بلدیات کے حوالے سے میں، اسکے جو نقصانات ہیں وہ آپ کو بتانا چاہتا ہوں جو اس وقت ہم نے پوائنٹ آؤٹ کئے تھے اسکی بات کر رہا ہوں۔ دیکھیں ہم نے اس وقت بھی کہا

تھا کہ یونین کونسل تک اس پروگرام کو رکھ لو، آپ نے کہا کہ نہیں، یہ Grass root level صحیح معنوں میں پورا نہیں کرتا، ہم نے ویلج کونسل تک جانا ہے، آپ نے ویلج کونسل بنائی، اس میں آپ نے ناظم، نائب ناظم بنائے اور ہم نے اس وقت بھی آپ کو کہا تھا کہ آپ کے وسائل آپ کو اجازت نہیں دیتے کہ آپ اس لیول پہ جاکے آپ انکو فنڈ دے سکتے ہیں، ان کے مسائل کو حل کر سکتے ہیں، آپ کے پاس وسائل نہیں ہیں، آپ نہیں پورا کر سکتے، آپ ڈسٹرکٹ کے وسائل، ان کو وسائل پورا کر کے نہیں دے سکتے تو بجائے کہ ویلج کونسل پہ جاکے آپ وسائل دیں گے اور وہاں سے انہوں نے اپنے مسائل کو حل کرنا ہے تو اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کے ڈسٹرکٹ کی جو اسمبلیاں ہیں، جو تحصیل کی اسمبلیاں ہیں، آپ نے بنا تو دیں لیکن آپ ان ممبران کو نہ تو ٹریننگ دے سکے، نہ آپ ان کو یہ بتا سکے کہ آپ نے اسمبلی کس طرح چلانی ہے، آپ نے کس طرح بجٹ پاس کرنا ہے، پاس آپ کیسے کر سکتے ہیں اور کیسے نہیں کر سکتے؟ زبردستی کر سکتے ہیں؟ نہیں کر سکتے تو اس لیول پہ جو ان کی Capacity تھی وہ Capacity building کی گئی اس کو بنایا نہیں گیا، نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کے تمام ڈسٹرکٹس میں جو Failure آرہا ہے ڈسٹرکٹ حکومتوں کے حوالے سے وہ آپ کے سامنے ہے، لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں، آپ کا بجٹ خرچ نہیں ہو رہا ہے، بجٹ وہاں سے Lapse نہیں ہوتا، یہاں سے بجٹ جاتا ہے اور وہ بجٹ دو دو سالوں تک پڑا ہوتا ہے اور اس کو کوئی خرچ نہیں کر سکتا، کیوں؟ یعنی بجٹ آپ دیتے ہیں، کس لئے دیتے ہیں؟ اور وسائل کی کمی کی طرف دوبارہ آتا ہوں، پھر آپ کو کٹ لگانے پڑتے ہیں۔ آپ ڈسٹرکٹ کے اور تحصیلوں کے فنڈز پر کٹ لگا کے واپس صوبے کو لاتے ہیں کیونکہ آپ کے صوبے کے مسائل حل نہیں ہوتے اور اس کیلئے وسائل کی ضرورت ہوتی ہے تو آپ وہاں سے کٹ لگا کے اپنے پیسے ادھر اپنے صوبے کے اس میں شامل کرتے ہیں تو آپ مجھے بتائیں کہ کیا آپ کا یہ پروگرام اس حوالے سے، آپ ایمانداری سے بتائیں کہ مؤثر طریقے سے سامنے آسکا ہے یا ہم نے جو باتیں آپ کو بتائیں کہ پوائنٹ آؤٹ کی تھیں، دیانت داری سے کی تھیں کہ اس پر عمل ہوگا تو آپ اس کو صحیح طریقے سے چلا سکیں گے اور ہم نے اس وقت بھی خدشہ ظاہر کیا تھا کہ آپ کے ویلج کونسل کے جو ناظمین ہونگے، آپ ان کو این جی اوز کے حوالے کریں گے، آپ وہاں پہ ایک باڈی بنائیں گے، Elected باڈی بنے گی اور وہ Elected body جو ہے، آپ این جی اوز کے ساتھ اسکو Connect کریں گے کیونکہ آپ کے پاس

وسائل نہیں ہیں، آپ نہیں دے سکتے اور وہ وسائل این جی اوز دے رہی ہیں اور انکا سسٹم جو ہے تو وہ انکے ساتھ چل رہا ہے نا، یہ کہ آپ کی صوبائی حکومت کے نیچے ان اداروں کے ساتھ انکا کنکشن چل رہا ہے، وہ کنکشن چل رہا ہے جو این جی اوز اسکے ساتھ چل رہا ہے اور ہمارے خدشات صحیح ثابت ہوئے اور اسی طریقے سے اس پر عمل کیا جارہا ہے، جس طرح ہم نے یہاں فلور آف دی ہاؤس اس پہ خدشات ظاہر کئے تھے۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: لطف الرحمان صاحب! Human Brainکا یہ ہوتا ہے کہ ایک گھنٹے سے ایک انسان کو زیادہ نہیں سنتا توDisturbanceشروع۔۔۔۔۔

قائد حزب اختلاف: نہیں، ایسی بات نہیں ہے، پانچ پانچ گھنٹے بھی سپیچ ہوئی ہے، میڈم سپیکر! بات سنیں۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف: میڈم سپیکر! آپ قومی اسمبلی میں جائیں تو پانچ گھنٹے بھی سپیچ ہوئی ہے، اپوزیشن لیڈر نے کی ہے، ریکارڈ پر ہے، تین تین گھنٹے بھی سپیچز ہوئی ہیں۔ آپ ہمیں۔۔۔۔۔

(شور)

Madam Deputy Speaker: Its Okay, Order in the House please Lutf ur Rehman Sahib, Carry on, carry on.

قائد حزب اختلاف: ہم آپ کو مسائل سے آگاہی دے رہے ہیں، اگر آپ اس سے کچھ سمجھنا چاہتے ہیں تو مسائل۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: لطف الرحمان صاحب۔

قائد حزب اختلاف: آپ کو حقیقت بتانا چاہتے ہیں کہ اگر اس طریقے سے چلنا ہوتا تو شاید کامیابی کی طرف جاتے، میں اسی کو پوائنٹ آؤٹ کر رہا ہوں۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: بالکل ٹھیک ہے، آپ کے جو پیچھے والے لوگ ہیں یہ باتیں کر رہے ہیں، یہ ٹریژری والے نہیں کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: وہ آپ نے کرنا ہے، آپ کے توسط سے بات کرنی ہے۔۔۔۔۔

(شور)

<u>سردار اورنگزیب نلوٹھا</u>: ان کو ٹائم دیں جی، ان کو بولنے دیں۔

(شور)

<u>Madam Deputy Speaker</u>: Lutf-ur-Rehman Sahib! Please Carry on.

<u>جناب شوکت علی یوسفزئی</u>: یہ آپ لوگ باتیں کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر</u>: شوکت پلیز۔

<u>قائد حزب اختلاف</u>: میں، میں مسائل کو اجاگر کر رہا ہوں، میری ذمہ داری ہے اور میں اس ذمہ داری کو پوری کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔۔۔

<u>Madam Deputy Speaker</u>: Lutf-ur-Rehman Sahib! Carry on.

<u>قائد حزب اختلاف</u>: جی میں، دیکھیں میں آؤں گا اس طرف کہ آپ نے کریڈٹ لینے کی کوشش کی کہ ہم نے سینکڑوں کی تعداد میں بل پاس کئے لیجسلیشن کی، اس کا کریڈٹ لینا چاہتے ہیں، میں نے پچھلے دنوں بھی بات کی تھی کہ آپ نے سکاٹ لینڈ کی اسمبلی کے ساتھ Contract کیا ہے، اب اس سے کچھ ممبران نے سیکھا تو ہوگا، ایمر جنسی کا بل بھی چھ مہینوں میں پاس کرتے ہیں اور اگر روٹین میں ہو تو سال میں وہ بل پاس کرتے ہیں، سلیکٹ کمیٹی کے پاس وہ بل پہلے جاتا ہے اور آپ بلوں کی بھرمار کر دیں اور بل آپ کی اسمبلی نہیں بنا رہی، باہر سے آرہے ہیں اور آپ اس میں تبدیلی کرتے جارہے ہیں اور اس میں آگے لے کر جا رہے ہیں تو آپ مجھے بتائیں کہ جس بل کا اسمبلی کے ممبر کو پتہ نہ ہو تو اس کا آپ کریڈٹ لیں کہ بھئی ہم نے لیجسلیشن کی، تو یہ کونسی لیجسلیشن ہے، یہ کون سا طریقہ ہے کہ کسی کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کون سا بل کیسے آرہا ہے اور کیسے پاس ہوا؟ میڈم سپیکر! دیکھیں احتساب کے حوالے سے میں ایک بات کرتا ہوں کہ احتساب کے حوالے سے آپ نے بل پاس کیا سٹارٹ میں، اس کے بعد کیا ہوا؟ اس کے بعد بس وہ ایک ہمارے منسٹر صاحب کی بدقسمتی تھی کہ وہ اس کے زیر عتاب آیا، ضیاءاللہ آفریدی صاحب، اس کی بدقسمتی تھی کہ وہ اس کی زد میں آیا، اس کے بعد اس میں جو تسلسل کے ساتھ اس میں امنڈ منٹس کی جارہی تھیں اور جس پر اس کے چیئرمین نے، ڈی جی نے اس پر استعفیٰ دیا اور پھر اس کے بعد جب اس کی دوبارہ کمیٹی بیٹھی اور پھر کسی نئے چیئرمین کو لانا تھا تو وہاں پر Ineligible لوگ اس میں بیٹھے تھے جو اس کا Criteria تھا، اس کو

Fulfill نہیں کر سکتے تھے اور وہ لوگ اس میں بیٹھے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اس قانون میں ترمیم ہو گی اور پھر آپ کو اس میں شامل کیا جائے گا، اخبارات نے یہ کہانی اٹھائی اور پھر تب جا کر جب یہ بل اسمبلی میں آیا تھا تو آپ کو اس کو روکنا پڑا تھا اور وہ اس وجہ سے رکا کہ وہ اخبارات میں وہ کہانی آئی اور آپ آج تک اس کو وہ صحیح معنوں میں احتساب کا اپنا بل جو ہے عملداری کے حوالے سے، قانون سازی کے حوالے سے آپ اس کو نہیں کر سکے، ہم نے کیا کہا تھا اس وقت؟ یہی بات ہم نے کی تھی کہ قانون آپ پاس کریں لیکن اس کی ساری تفصیلات کا جائزہ لیں وہ عمل داری کے طور پر وہ ہو سکے گا، نہیں ہو سکے گا، اسے آپ کو دیکھنا پڑے گا۔ آپ کے معاشرے کے ساتھ کس طرح Match کرے گا، اس چیز کو اٹھانا چاہئیے تھا، ہم نے آپ لوگوں کے ساتھ اس وقت بھی بات کی تھی، یہ میں نے صرف اس بات کیلئے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اہم بات تھی اور اہم قانون سازی تھی اور جس قانون سازی کا، جس طریقے سے میں سمجھتا ہوں کہ مذاق اڑایا گیا اور اس کی قانون سازی صحیح معنوں میں نہیں ہو سکی، صحیح معنوں میں اس کی عمل داری نہیں ہو سکی تو یہ کس کا Failure ہے، یہ کون فیل ہو گا اس میں؟ حکومت جا کر اس میں فیل ہو رہی ہے نا۔ میڈم سپیکر! آگے بھی ایک سیاسی مسئلہ ہے اور اس پر میں نے بات کرنی ہے لیکن اس سے پہلے میں لاء اینڈ آرڈر سیچویشن پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کریڈٹ لیتے ہیں، پولیس کے حوالے سے، قانون سازی کے حوالے سے کریڈٹ لیتے ہیں کہ ہم نے قانون سازی کی اور یہ کیا اور وہ کیا، اتنے پیسے ہم نے پولیس کو دیئے، میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پولیس کا بھی بہت بڑا نقصان ہو چکا ہے، یہ نہیں کہ نقصان نہیں ہوا ہے، ہمارے لوگ روز، اب بھی ہماری فورس ہماری پولیس جو ہے وہ نشانے پر ہے اور وہ قربانیاں دے رہے ہیں، یہ پولیس جو ہے، ہمارے صوبے کی پولیس، اس نے بہت قربانیاں دیں، بہت خون بہا ہے ان کا، میں اس حوالے سے بات نہیں کرنا چاہتا ہوں، دیکھیں میں نے بارہا کہا، اس وقت بھی کہا، اب بھی کہتا ہوں کہ آپ نے پانچ ہزار کرپٹ لوگوں کو نکالا، آپ نے کہا کہ وہ کرپٹ ہیں اور میں آپ کو چیلنج سے کہتا ہوں کہ ایک آدمی بھی، ایک پولیس ملازم تھا یا پولیس آفیسر تھا یا اس کا عام سپاہی تھا کہ جس کو آپ نے کرپشن کی بنیاد پر نکالا اور وہ واپس بحال ہو چکا ہے، ایک بھی Dismiss نہیں ہو سکا اور کریڈٹ آپ نے لیا کہ ہم نے کرپٹ لوگوں کو اس سے نکال دیا ہے اور میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ اس میں آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے،

صرف حکومت کو یہ دکھانے کیلئے کہ یہ سب کچھ ہم نے کیا ہے اور حکومت اس کا کریڈٹ لے لیکن یہ زیادتی حکومت کے ساتھ ہوئی ہے کہ انہوں نے اس طریقے سے نکالا ہے کہ سارے کے سارے بحال ہو گئے اور حکومت اس کا جواب نہیں دے سکتی کہ ان کو کیوں نکالا گیا اور اس میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے بم دھماکوں میں قربانی دی، جن کی آنکھیں ضائع ہوئیں، جن کے کان ضائع ہوئے، جن کی ٹانگیں ضائع ہوئیں، ان لوگوں کو بھی آپ نے نکالا اور وہ بھی آپ سے نکلوایا گیا اور انہوں نے Show کیا کہ ہم نے حکومت کو کریڈٹ دینا ہے کہ ہم نے کرپٹ لوگوں کو نکالا لیکن دراصل وہ حکومت کا نقصان ہوا ہے اور وہ لوگ بحال ہو چکے ہیں، میں آپ کو فلور آف دی ہاؤس یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ ایک بندہ بھی Dismiss نہیں ہوا کہ وہ صحیح معنوں میں، اس کو ڈیپارٹمنٹ نے چارج شیٹ کیا ہو، صحیح معنوں میں اس کو نکالا ہو، صحیح معنوں میں اس کو Suspend کیا ہو، Dismiss کیا ہو اور کورٹ نے اس کو بحال کیا، اس کا جواب کون دے گا؟ اس کا جو نقصان ہوا ہے ان لوگوں کا اور پولیس کا جو مورال تھا، اس کو جو نقصان پہنچا ہے اس کا جواب کون دے گا؟ آج بھی ہم اس کو یاد کرتے ہیں کہ وہ درانی صاحب نے انقلابی اقدامات کئے اور ہونا کیا چاہیئے تھا کہ تھانے لیول پر جو فائدے ملنے چاہئیں تھے لوگوں کو، عام لوگوں کو جو فائدہ ملنا چاہیئے تھا وہ تھانے کا مسئلہ اسی کا اسی طرح ہے، اس کو کسی نے نہیں چھیڑا، FIR کیا ہے؟ غلط FIR ہو رہے ہیں، تفتیش کس طرح ہو رہی ہے، لوکل لیول پر لوگوں کے ساتھ کیا زیادتیاں ہو رہی ہیں، اس حوالے سے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے گئے اور وہ اسی طرح Suffer ہو رہا ہے عام آدمی، جس پولیس کی، جو ہم نے قانون سازی کرنی تھی، جس سے ہم نے عام آدمی کو فائدہ پہنچانا تھا، عام آدمی کو وہ فائدہ نہیں پہنچا، میڈم سپیکر! میں ایک انتہائی اہم فاٹا کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں، آخری بات ہے اور فاٹا کے Merge کرنے کے حوالے سے اور FCR کا قانون ختم کرنا اور اس حوالے سے بہت ساری باتیں ہوئیں اور فیڈرل حکومت کی کیبنٹ میں بھی یہ بات آئی، ہم نے بھی یہاں سے قراردادیں پاس کیں، میڈم سپیکر! ایک بات بتانا چاہتا ہوں، ہم جمہوری ہیں، ہمارا ملک جمہوری ہے اور جمہوری ملک میں ہر ایک کو Weight دیا جاتا ہے، ہر ایک کی بات سنی جاتی ہے اور ہم نے اس حوالے سے بات کی تھی، ہم نے کہا تھا کہ یہ کوئی آج کا مسئلہ نہیں ہے، فاٹا کا مسئلہ بہت پرانا مسئلہ ہے اور اس کو ہم نے، پاکستان سے پہلے کا مسئلہ ہے لیکن ہم نے اس کو حل کرنا ہے تو اس کے سارے

خدوخال سامنے رکھنے ہیں، اس کے Drawback بھی سامنے رکھنے ہیں، آگے پیچھے مستقبل کا ہم نے اس کا خیال رکھنا ہے اور اس سے تمام پارٹیاں متفق ہیں کہ اس کو، FCR کا قانون کس طرح ہونا چاہیئے؟ FCR کا قانون ختم ہونا چاہیئے، Merge ہونا چاہیئے اور الگ صوبہ بننا چاہیئے، اس پر کوئی مسئلہ نہیں ہے، کوئی اختلاف اس حوالے سے نہیں ہے کہ ہم اس کو Merge کریں۔ جمعیت علماء اسلام نے یہ بات کی تھی اور وہ یہ تھا کہ آپ ہمارے فاٹا کا ایک طریقہ کار ہے، فاٹا سے آپ یا تو ریفرنڈم کے ذریعے سے آپ اس کو آپشن دیں کہ یا آپ نے Merge ہونا ہے یا آپ نے الگ صوبہ بنانا ہے یا آپ نے Merge کا صرف آپشن دینا ہے، کوئی مسئلہ نہیں ہے Merge کرنے کیلئے آپ آپشن دیں، آپ ان سے رائے لیں اور اس رائے پر آپ اس پالیسی کو Adopt کریں، اس مسئلے پر عملی قانون سازی کریں، عملداری میں لائیں لیکن میں یہ بات اسلئے کہنا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ ریفرنڈم پر بات کرتے ہیں کہ پاکستان کے ریفرنڈم کا کیا حال ہوتا ہے، ہمیں جواب دیا جائے یا ریفرنڈم جس طریقے سے بھی ہوئی، نتائج تو اپنے مرضی سے اخذ کئے نا، تو آپ بھی نتائج اپنی مرضی سے اخذ کریں لیکن ریفرنڈم تو کریں، میں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں جمعیت علماء اسلام کی طرف سے اور میں As Opposition Leader کے حوالے سے یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے نقصانات دوررس ہوں گے اور آج ہم اس پر صرف ڈسکشن کر رہے ہیں لیکن جب عملی طور پر ہم اس چیز کو چھیڑیں گے، پاس کریں گے تو ہم نہیں چاہتے کہ ہم اپنے ہمسایوں کے ساتھ جھگڑے پیدا کریں اور وہ جھگڑے نقصان دہ ہوں گے، ہم نے پھونک پھونک کر قدم اٹھانے ہیں، آج ہم نے ایک نکتہ آغاز اٹھایا راہداری کے حوالے سے، اقتصادی لحاظ سے ملک کو مستحکم کرنا ہے، ایک Step ہم نے اٹھایا ہے، ہم نے پھونک پھونک کر قدم اٹھانے ہیں کہ ہم وہ کامیابی سے اس کو ہمکنار کر سکیں اور یہ ملک صحیح معنوں میں اقتصادی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ ہم اپنے ہمسایوں کا، کہ ہمارے Tussles مزید نہ آئیں، ہم نے جتنے نقصانات اٹھائے، آج ہمارے جتنے بھی ہمسایہ، چوبیں چوبیں سو کلومیٹر ہماری سرحدات ملی ہوئی ہیں لیکن ہم نقصانات پر نقصانات اٹھا رہے ہیں، وہ سرحد جہاں کبھی بھی فوج کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، آج ہمارے اس سرحد پر فوج ہے اور ہمارے جھگڑے چل رہے ہیں، نقصانات ہو رہے ہیں لیکن ایک بات آپ کو واضح کردوں کہ افغانستان کو پاکستان کی ضرورت ہے اور

پاکستان کو افغانستان کی ضرورت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اس راہداری کو سنٹرل ایشیاء کے ساتھ منسلک کرنا ہے، آپ نے افغانستان کے راستے سے ہی سنٹرل ایشیاء کو منسلک کرنا ہے اور افغانستان کو بھی پانی تک پہنچنا ہے، اس کی بھی ضرورت ہے، پاکستان کو اس کی ضرورت ہے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ ہم بیٹھ کر ان مسائل کو حل کریں اور ہم ایسے مسائل مستقبل میں پیدا نہ کریں، اگر ہم ایک ریفرنڈم یا جرگہ کی صورت میں جو جرگہ قبائل نے بنایا، اس کے ساتھ بیٹھ کر جس میں تمام پارٹیاں ہیں ان کے ساتھ دستخط اور سائن کئے ہیں، تمام جتنی بھی سیاسی پارٹیاں ہیں ان کے سائن موجود ہیں، ان کے ساتھ ان کے جرگے، ان کے ساتھ بیٹھ کر حل کرلیں، لیکن کریں، ان کی زمین کے مالکان کے ساتھ اس زمین پر رہنے والے لوگوں کے ساتھ ایک دفعہ ان کی رائے لیں تاکہ ہم دنیا کو بتا سکیں کہ یہ فیصلہ وہاں کی عوام نے کیا ہے، یہ عین جمہوری عمل ہے، ہم چاہتے ہیں کہ یہ پاکستان کیلئے فائدہ مند ہے، اس میں ہمارے بیرونی جو خدشات ہیں کہ اس میں Involvement ہوگئی وہ Involvement ختم ہو جائے گی، ہمارے جمہوری ادارے اس سے مضبوط ہوں گے اور ہمیں چاہیئے، میں بات کرنا چاہتا ہوں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اپنے جمہوری ادارے مضبوط کرنے چاہئیں، جمہوری ادارے مضبوط ہوں گے تو آپ کا جو سیاسی کلچر ہے وہ مضبوط ہوگا، سیاسی جو نظریاتی سسٹم ہے وہ مضبوط ہوگا، اگر آپ کے ادارے آپ اس کو کمزور کریں گے، آپ ان اداروں کو مضبوط نہیں کریں گے تو ہم پاکستان میں جمہوریت مضبوط نہیں کر سکتے اور ایک بات بتادوں کہ ہمارے پاکستان میں ہمارے پاس جمہوریت کے سوا کوئی Alternate نہیں ہے کہ ہم اس پر سوچ سکیں کہ نہیں اگر یہ نہیں ہو سکتا تو یہ ہو سکتا ہے، لہذا ہم نے انہی اداروں کو مضبوط کرنا ہے، ان اداروں کو سبوتاژ نہیں کرنا اور آخر میں ایک بات کرتا چلوں کہ حکومت تبدیلی کے پیچھے سٹیٹس کو کے نام کے نیچے اس کو چھپانے کی کوشش کرتی ہے، ہمیں سٹیٹس کو کا نمائندہ کہتے ہیں اور خود کو تبدیلی کا علمبردار کہتے ہیں، سٹیٹس کو کے نام کے پیچھے اس کو چھپائے نہیں، آپ جس تبدیلی کیلئے آئے تھے، آپ بری طرح اس میں ناکام ہوئے ہیں لیکن تبدیلی تہذیب کے حوالے سے تھی اور آپ اس میں بری طرح ناکام ہو چکے ہیں، ہاں ایک کامیابی کہہ سکتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپ کی پارٹی اندر کے ورکر کو جو آپ نے Female کو ٹوپی پہنائی ہے اور آپ نے اپنے مردوں

کو دوپٹہ پہنایا ہے، یہ تبدیلی آپ کی پارٹی میں ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ میں انہی الفاظ پر اجازت چاہتا ہوں۔ وآخِرُ الدَّعْوَانا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: Thank you very much for the comprehensive speech لیکن میں ایک دو باتیں کرنا چاہتی ہوں Before you start میں نے نوٹس سارے ان کے Speech کے لئے ہیں، Personally I feel it's a Budget speech and, Shah Farman, جو کہ please listen and we should responds to the points Related to the Budget ہیں، اس میں آپ نے، شاہ فرمان نے جو جواب دینا ہے وہ اطلاعات کے فنڈز جنریشن کے، ایڈورٹائزمنٹس کے پیسے اور راہداری روٹ کے، Then عاطف صاحب نے پیڈو کا، اینڈ لاء منسٹر نے کہ CEOs, Chief Executive one, two, three, why the extension were given? And جہاں جہاں پیسوں کی بات آئی ہے، And Health Minister will have to explain about the MTI in just two minutes and Minister Local Government will have to explain that how are you going to spend? It should be only related to the Budget جو بجٹ کے حوالے سے باتیں ہونگیں، And finally at the end of the day جب ساری Speeches ختم ہونگیں تو میں پھر فنانس منسٹر کو End میں کہوں گی، تو شاہ فرمان! پہلے آپ۔

جناب شاہ فرمان (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): شکریہ میڈم سپیکر! مولانا صاحب نے بڑی ڈیٹیل اور اپنی تقریر کو تین حصوں میں تقسیم کیا، بجٹ کے اوپر شاید سب سے کم بولے، پولیٹیکل باتیں زیادہ کیں اور سردار صاحب! آج کٹ موشن نہیں ہیں تو میرے خیال میں اگر کوئی تقریر سننا نہ چاہے تو موجودگی بھی ضروری نہیں ہے۔۔۔۔۔

Madam Deputy Speaker: Very true Shah Farman, I second you.

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: آج صرف بجٹ کا دن ہے اور اگر بجٹ میں کوئی Interested نہیں ہے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی بندہ بیٹھ جائے۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: بالکل بالکل۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: کٹ موشن نہیں ہیں، کوئی ضروی نہیں ہے، لیکن چونکہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے بڑی سیریس باتیں کی ہیں، مجھے امید ہے کہ شاید ہمارے لوگوں نے سنی ہوں، اگر نہیں سنی تو یہ زیادتی ہے کہ ایک اپوزیشن لیڈر بات کرتا ہے اور حکومتی اراکین یا اپوزیشن کے اراکین اس کو سنیں نہ، تین میڈم سپیکر! باتیں ہوئیں بجٹ کے اوپر سب سے کم اور سیاسی باتیں سب سے زیادہ اور تیسری بات کچھ اعتراضات اور کچھ الزامات۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر شاہ فرمان اور علی امین گنڈاپور کے درمیان تقریر کے دوران تلخ کلامی)

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: یار دا خو ہیڅ څه طریقه نه ده یره، دا څه طریقه ده یار؟۔۔۔۔۔

(تالیاں)

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: میڈم سپیکر! جو سیاسی باتیں ہوئی، ایک چیز سمجھ میں آگئی وہ یہ کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ جو پچھلی حکومتیں ہیں شاید ان کو مسائل کی سمجھ نہیں ہے اسلئے مسائل حل نہیں ہو رہے ہیں، میں حیران ہوں کہ اتنی سمجھ کے ساتھ جو مولانا صاحب نے تقریر کی ہے کہ مولانا صاحب کو ایک ایک ایشو کا پتہ ہے اور اس کے باوجود بھی 70 سال یہ ملک روتا رہا، کوئی مسئلہ حل نہیں ہوا (تالیاں) اگر کسی کو مسئلے کا پتہ نہ ہو تو وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے اس کا پتہ نہیں ہے لیکن دوسری بات جو سیاسی باتیں ہوئیں تو میں میڈم سپیکر! چند باتوں کا جواب دینا چاہتا ہوں جو اس طرح کے، For example ایک بات کرنا کہ ہمیں اطلاعات آرہی ہیں، ہمیں پتہ چلا ہے، ہمیں لوگ باتیں بتاتے ہیں، یہ اعتراض کا کوئی طریقہ نہیں ہے، آپ اس ہاؤس کے اندر بیٹھے ہیں، لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں، آپ سوال کر سکتے ہیں، آپ Facts and figures منگوا سکتے ہیں اور اس بنیاد کے اوپر آپ بات کر سکتے ہیں، اگر بجٹ کے اوپر لیڈر آف دی اپوزیشن، پوری اپوزیشن کو Represent کرتے ہوئے بات کریں، اس کے اور جلسے کی تقریر میں میڈم سپیکر! فرق ہونا چاہیئے، میں بجٹ کے شارٹ فال کے حوالے سے بتاؤں، میں مولانا صاحب جو کہ فیڈرل گورنمنٹ میں ان کی پارٹی کا حصہ ہے لہذا میں ایک سوال کرتا ہوں، اے جی این قاضی فارمولا کے تحت ہمارے چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہیں ان کو ڈیٹیل کا پتہ ہے، کوئی 72 سے 80 ارب روپے ہمارے بنتے ہیں سالانہ اور وہ 91 سے، 91 سے آپ اس کو Multiply کریں 26X80 اور Multiply by 70 مولانا صاحب یہ بتادیں

کہ یہ غلط ہے، صرف یہ بتادیں کہ یہ آپ کا حق نہیں ہے، یہ سی سی آئی سے Approved نہیں ہے، یہ اس صوبے کا حق نہیں تھا یا نہیں ہے ؟اور اگر ہے تو میرا پہلا سوال یہ ہے کہ اگر آپ لوگ صوبے کا پیسہ روکتے ہو، اگر آپ لوگ اس غریب عوام کا پیسہ روکتے ہو، اگر آپ وہ پیسہ پنجاب اور دوسرے صوبے میں خرچ کرتے ہو تو پھر ہمارے سے کیا شکوہ میڈم سپیکر! اگر یہ ہمیں ہوتا تو آج پندرہ سو ارب روپے ہمارے پاس ایکسٹرا ہوتے اور 1500 Billion rupees سے ہم وہ منصوبے سٹارٹ کرتے کہ پورا پاکستان آج لوڈ شیڈنگ فری ہوتا لیکن وہ ہمیں پہنچے نہیں میڈم سپیکر اور مولانا صاحب سے اسلئے درخواست کرتا ہوں کہ چونکہ وہ فیڈرل گورنمنٹ کا حصہ ہیں اسلئے جو باتیں سیاسی طور پر ایک اعتراض میری منسٹری کے حوالے سے اٹھایا گیا، جناب والا! کہ پارٹی فنڈ کا انتظام کیا جارہا ہے اور انفارمیشن کے اندر فنڈز رکھے جاتے ہیں، میں اس کو آج اس فلور پر بتانا چاہتا ہوں اور چونکہ یہ خوش قسمتی ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن مرکز میں حکومت کا حصہ ہے جو 32 Billion Dollar پنجاب اور مرکزی حکومت نے خرچ کئے میڈیا کے اوپر، چونکہ یہ خیبر پختونخوا حکومت کی Performance ہے، پچھلے چار سال سے ہم نے ایک پیسہ نہیں لگایا، (تالیاں) لیکن چار سال کی کارکردگی لوگوں کو بتائیں گے، کیسے بتائیں گے؟ یہ ہم اپنا ایک طریقہ کار اس ہاؤس کے سامنے رکھیں گے اور جس طریقے سے ڈسٹری بیوشن ہوگی، جس طریقے سے کمپنیوں کو ایڈ ملیں گے، میں مولانا صاحب کو Invite کرتا ہوں کہ آکے اس کمیٹی میں آپ بیٹھ جائیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمیں فیڈرل میں بٹھادو، بٹھا نہیں سکتے، ہم یہ نہیں کہتے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن پنجاب اسمبلی میں بٹھادو کہ کس طرح وہ ایڈ کس کس کمپنی کو وہ دیتے ہیں اور کس طرح دیتے ہیں لیکن آپ کو Invite کرتا ہوں، You are welcome (تالیاں) کہیں آپ کو کرپشن نظر آئے تو ہم ذمہ دار ہیں لیکن اس ڈر سے کہ کہیں عوام کو اس Performance کا پتہ نہ چلے کہ جو خیبر پختونخوا حکومت کی Performance ہے اس ڈر سے کہ یہ لوگوں کو ایڈورٹائزمنٹ کے ذریعے پتہ نہ چلے، اگر اس حوالے سے اعتراض ہو رہا ہے تو میڈم سپیکر! یہ بڑی زیادتی ہے اور جو 32 Billion Dollars خرچ کئے جاتے ہیں، سالانہ بتیس ارب روپے وہ جو خرچ کیا جاتا ہے وہ اتنا زیادہ خرچ کرتے ہیں کہ میرے منہ سے ڈالر نکل گیا (قہقہہ) وہ جو 32 Billion وہ جو بتیس ارب-----

(شور)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: منور صاحب! منور صاحب پلیز۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: نہ نہ بتیس ارب روپے، بتیس ارب روپے کی وہ ڈیٹیل، اچھا وہ خرچ کئے گئے اس کا پوچھنے والا نہیں ہے، اب ہم خرچ کر رہے ہیں، ابھی خرچ ہوئے نہیں ہیں، پہلے سے ان کو شک ہے کہ اس میں کرپشن ہوگی، یہ کونسا فارمولا ہے، یہ کونسا علم ہے، یہ کونسا کشف ہے؟ کہ پیسے ابھی Allocate نہیں ہوئے، پیسے ابھی خرچ ہی نہیں ہوئے اور اس کے اندر کرپشن ہوگی یہ کونسا کشف ہے؟ میں حیران ہوں اس کے بارے میں، ہمیں بتایا جائے، ایک سیریس بات اٹھائی گئی کہ جناب احتساب کمیشن کے اوپر بات آئی کہ یہاں پر بل لایا گیا اور یہاں پر Ineligible لوگوں کو Eligibility کیلئے پہلے سے اسمبلی میں بل لایا گیا تھا، میں بتاؤں کہ اگر وہ بل، ایک پرائیویٹ ممبر بل اور وہ بل مولانا صاحب کے پارٹی کا ممبر پیش کرے اور الزام آئے حکومت کے اوپر تو اس کا ہم کیا جواب دیں؟ (تالیاں) وہ بل پرائیویٹ ممبر نے پیش کیا ہے، وہ پرائیویٹ ممبر، مولانا صاحب کے پارٹی کا بندہ ہے، ہم سوال نہیں پوچھتے کہ ایسا آپ نے کیوں کیا؟ تو ہمارے اوپر کدھر سے اعتراض آتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ صحیح وقت ہے کہ اگر ہم میرٹ کے اوپر فیصلے کریں، فیصلہ نمبر 1، اس صوبے کا جو حق ہے مرکز کے پاس، سارے اکٹھے ہو جائیں اور خاصکر وہ جو مرکزی حکومت میں شامل ہیں، وہ ہمارے ساتھ ہو جائیں، پہلے اس صوبے کا حق لایا جائے، اس صوبے کے اندر اور پھر اس بجٹ کے اوپر ان پیسوں کے اوپر بیٹھ کر منصفانہ تقسیم کیا جائے لیکن اگر میرے ساتھ کوئی یہ Cooperate کرنے کو تیار نہیں ہیں کہ مرکز کا جو حصہ ہے اور جو الزام، میڈم سپیکر! میں آج ایک بات اور کہہ دوں، احتساب کمیشن کو ہم نے Try کیا، جدھر جدھر مسئلہ آیا، یہاں پر ڈیٹیل ڈسکشن ہوئی، آج احتساب کمیشن کا سارا اختیار ہائی کورٹ کے ایڈمنسٹریٹیو کمیٹی کے پاس ہے اور چیف جسٹس افتخار چوہدری کا Verdict ہے کہ نیب کا چیئرمین لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس اور چیف جسٹس آف پاکستان منتخب کرے، انہوں نے چیف جسٹس آف پاکستان کو نہیں ڈالا، ہم اس سے دو قدم آگے چلے گئے کہ نہ لیڈر آف دی اپوزیشن ہوگا، نہ لیڈر آف دی ہاؤس ہوگا، صرف چیف جسٹس ہائی کورٹ اور اس کی کمیٹی احتساب کمیشن کا ڈی.جی سٹاف مقرر کرے، ہم مرکزی حکومت سے بھی یہ ریکویسٹ کرتے ہیں کہ نیب کے

چیئر مین کو سپریم کورٹ کے حوالے کر دیں، جب تک کہ وہ سپریم کورٹ کو جوابدہ نہ ہو اور سپریم کورٹ وہ اپوائنٹ نہ کرے، میں نہیں سمجھتا کہ اس ملک کے اندر صحیح Accountability ہو گی اور جو سپریم کورٹ نے کہا بھی ہے کہ ادارے مر چکے ہیں، یہ چند باتیں میں نے اسلئے کیں کہ یہ بجٹ سے ہٹ کے باتیں تھیں، یہ بجٹ سے علیحدہ باتیں تھیں، گورنمنٹ کی Performance کے اوپر بات تھی، خدشات کی بات تھی، اعتراضات کی بات تھی اور گورنمنٹ کی Sincerity کے اوپر شک تھا، لہذا میڈم سپیکر! جو بجٹ کے حوالے سے Relevant questions ہونگے جو ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے Relevant questions ہونگے وہ Relevant Minister دینگے، میں نے اسلئے یہ بات کی کہ ہم توقع رکھتے ہیں کہ صوبے کے حقوق کیلئے اپوزیشن ہمارے ساتھ ہو گی اور اصلاح کیلئے ہمارے اوپر تنقید ہو گی، سیاسی تنقید نہیں ہونی چاہیئے۔ شکریہ میڈم سپیکر۔

Madam Deputy Speaker: Thank you Shah Farman. Atif Khan! you have to talk about the Dams better and then about the education emergency

کہ آپ نے کیا کیا؟ کیوں ایک سکول بھی نہیں کھولا، ان کی یہ بات تھی And like that is, yeah.
Atif Khan.

(شور)

محترمہ ڈپٹی سپیکر: دو دو منٹ، عاطف خان! جی سی ایم صاحب!

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): میں میڈم سپیکر! آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ چونکہ یہ اجلاس بجٹ اجلاس ہے، ایک منٹ شاہ فرمان!۔۔۔۔

Madam Deputy Speaker: Order in the House please, Shah Farman.

وزیر اعلیٰ: کیونکہ یہ بجٹ اجلاس ہے، یہاں پر ہر ایک کو حق ہے کہ اپنی پوری بات کرے اور ہر ایک باری باری بات کرے۔ End میں جو اپنی Reply ہے وہ اپنی سپیچ میں کریں اور آخر میں اس کو Sum up کر سکتا ہوں تو میرے خیال میں ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیئے، روزہ بھی ہے اور ایسے بھی دماغ شارٹ ہوئے ہیں سب کے تو گزارہ کریں گے (ہنستے ہوئے) تو یہ مہربانی کریں سب کو بولنے دیں، اپنے دل میں جو بات ہو گی جو ہم اس کو Agree کریں گے اور اس کے علاوہ ایک منٹ، اس کے علاوہ بجٹ میں کچھ چیزوں

میں چینج یا کسی کے مسئلے ہیں تو یہ Allocations میں پرابلمز ہیں، بالکل آئی ہوئی ہیں، میں اپنے ممبران کو بھی کہتا ہوں، اپوزیشن کو بھی کہتا ہوں کہ یہ چونکہ ڈرافٹ بجٹ ہے، ہم چینجز کر سکتے ہیں تو میں سب سے Different لوگوں سے مل رہا ہوں اور جہاں کمی بیشی ہے اس کو ایڈجسٹ کریں گے تو اس کی فکر نہ کریں، کیونکہ یہ ڈرافٹ بجٹ ہے اور فائنل بجٹ میں تھوڑا بہت ردوبدل ہو سکتا ہے۔

Madam Deputy Speaker: Thank you CM Sahib, okay, lets take the Law Minister, yeah, Law Minister.

جناب امتیاز شاہد (وزیر قانون): میڈم سپیکر! میں محترم وزیر اعلیٰ صاحب کی بات کو سیکنڈ کرتا ہوں کہ میرے خیال میں یہی بہتر ہو گا کہ پہلے اپوزیشن کا ہر ایک ممبر جو بھی بات کرنا چاہے وہ کرے، پھر تفصیلاً جواب Last میں ہم ان شاءاللہ اس میں دیں گے تو بہتر یہ ہو گا کہ دس دس، پندرہ پندرہ منٹ ایک ایک ممبر کو آپ دیں پھر اس کے بعد ٹریژری بینچز اس کا جواب دے گی، According to rules۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: تھینک یو، امتیاز قریشی! Actually جو پارلیمانی لیڈرز ہیں ان کیلئے 20 منٹس ہیں، لطف الرحمان صاحب کو ہم نے زیادہ دے دیئے، کیونکہ وہ پوری اپوزیشن کے لیڈر ہیں تو نلوٹھا صاحب! آپ کے 20 منٹس ہیں، The rest of the Members will speak only for ten minutes Nalotha Sahib! Babak Sahib! You are requested, Babak Sahib!

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ سپیکر صاحبہ! میرے لئے دس منٹ بھی کافی ہیں، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: تھینک یو ویری مچ۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: خیر ہے کہ آپ نے دس منٹ کاٹ لئے ہیں۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ہاں، .Let me just clear one thing بابک صاحب نے ریکویسٹ کی کہ ان کا سپیچ میں کل لے لوں تو وہ آپ۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: میڈم سپیکر صاحبہ! میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں، آپ ہمارے لئے بہت قابل احترام ہیں، بہت قابل احترام، وہ بات جو میں کرنا چاہتا تھا، سی ایم صاحب نے کر دی ہے، حکومت کا ہمیشہ دل بڑا ہوتا ہے، آپ تو ایسی چیئر پر بیٹھی ہیں، اپوزیشن کے لوگ اس بجٹ کے اوپر تنقید بھی کرتے ہیں،

سیاسی بات بھی کرتے ہیں اور سیاسی لوگ مسجد کے محراب میں بیٹھ کے سیاسی بات کرتے ہیں، انہیں منع کوئی نہیں کرتا ہے، ہم سب بات کریں گے، جو جو ہم سمجھتے ہیں، بجٹ میں خرابیاں ہیں تو اس کے بعد حکومت بالکل اپنا جواب دے اور یہ بات بھی نہیں ہے کہ حکومت کی کارکردگی، حکومت کی جو کارکردگی ہے، یہ دن میں کوئی روشنی ہوتی ہے اور رات کو اندھیرا ہوتا ہے، روشنی کو اندھیرا کوئی نہیں بنا سکتا اور اندھیرے کو روشن کوئی نہیں کر سکتا، محترمہ سپیکر صاحبہ! جو کچھ انہوں نے کیا ہے، خیبر پختونخوا کی عوام بخوبی جانتے ہیں، بخوبی جانتے ہیں اور وہ بہت بڑے احتساب رکھنے والے لوگ اب بن گئے ہیں، اب کسی کو بھلایا نہیں جا سکتا، مولانا صاحب نے جو تقریر کی ہے، میں آج بھی تقریر نہیں کرنا چاہتا تھا، کل کرتا لیکن ایک بات جو منسٹر صاحب نے کی ہے، اپنی تقریر کے دوران کہ ہمیں مرکز جو ہے وہ اے جی این قاضی فارمولے کے تحت ہمارا حصہ نہیں دے رہا اور مولانا صاحب اتحادی ہیں مرکزی حکومت کے اور یہ ہمارے ساتھ اس کیلئے جدوجہد نہیں کرتے ہیں، میں حیران ہوں کہ ان کو اپنی پارٹی کا پتہ نہیں ہے، چیف منسٹر صاحب جو پروگرام رکھتے ہیں، چیف منسٹر صاحب جو پروگرام رکھتے ہیں، جاتے ہیں اور ان کو پتہ نہیں ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ کون کون گیا ہے؟ پرسوں Hearing تھی نیپرا میں اور میری پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ن) کی مرکز میں حکومت ہے، میں صوبے کے ساتھ، صوبائی حکومت کے ساتھ میں نیپرا کی میٹنگ میں موجود تھا (تالیاں) میں حیران ہوں کہ یہ پوائنٹ سکورنگ کرنے سے آپ سپیکر صاحبہ، پوائنٹ سکورنگ کا ٹائم نہیں ہے، چار سال پورے ہو گئے ہیں، ایک سال باقی رہتا ہے، ہماری دعا ہے کہ آپ کامیابیاں حاصل کریں، میں محترمہ سپیکر صاحبہ! آپ کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں، میں اسمبلی کے تمام ممبران کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ یہ اسمبلی، اس اسمبلی نے آج سے چند دن پہلے وزیر خزانہ صاحب نے پانچواں بجٹ پیش کیا ہے، پانچواں بجٹ جو سب کیلئے مبارک باد کا مستحق ہے، محترمہ سپیکر صاحبہ! لوگ 2014 کو الیکشن کا سال کہہ رہے تھے، 2016 کو الیکشن کا سال کہہ رہے تھے، جمہوریت کے خلاف اسمبلیوں کے خلاف پارلیمنٹ کے خلاف سازشیں کر رہے تھے، دھرنے دے رہے تھے، سب کو ناکامی ہوئی، الحمدللہ آج پانچواں بجٹ اس اسمبلی نے پورا کیا ہے، یہ ہم سب کیلئے بڑے فخر کی بات ہے (تالیاں) چاہے وہ حکومت تحریک انصاف کی ہو یا جس جماعت کی بھی حکومت ہو، ہمارے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ تیسری دفعہ الحمدللہ پاکستان

میں اسمبلیاں اپنی مدت پوری کر رہی ہیں جو بجٹ وزیر خزانہ صاحب نے اس دن پیش کیا، میں ان سے معذرت خواہ بھی ہوں، میری بات پر ان کی دل آزاری ہوئی ہے، اس میں ٹیکس فری بجٹ کہا گیا ہے اس کو، اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو دستاویزات میں پڑھی ہیں اس میں جتنے ظالمانہ ٹیکس اس بجٹ میں لگائے گئے ہیں، اس سے پہلے ان کی مثال نہیں ملتی اور پھر اگر میں اس بجٹ کو کشکول بجٹ کہوں تو وہ بھی کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ کشکول بجٹ ہے، صوبے کیلئے پیش کیا گیا ہے (تالیاں) محترمہ سپیکر صاحبہ! جو ٹیکسز لگائے گئے ہیں، میں سب سے پہلے ان کی بات کرتا ہوں، اس میں جائیداد ٹیکس کی شرح میں 50 فیصد اضافہ کیا گیا ہے، پانچ مرلے سے لیکر جہاں تک بھی اس کو لے جائیں، آپ ایکڑ تک لے جائیں، 100 کنال تک لے جائیں، 50 پرسنٹ اس میں اضافہ کیا گیا ہے، کتنا بڑا ظلم اس صوبے کے عوام کے ساتھ کہ زمینداروں کے اوپر جائیداد کی خرید و فروخت کے اوپر اتنا بڑا ٹیکس لگایا گیا ہے، پھر سرکاری ملازمین پہلی دفعہ ہوا ہے، سکیل 5 سے لے کر 12 تک ایک سو روپیہ سرکاری ملازم کی تنخواہ کے اوپر ٹیکس لگا دیا گیا ہے، 12 سے 16 تک 200 روپے ٹیکس لگا دیا گیا ہے، 16 سے 17 تک 300 روپیہ لگا دیا گیا ہے، 17 سے 18 تک 500 روپیہ اور 20 پر 1000، 22 پر 2000 روپیہ ٹیکس لگا دیا گیا ہے، یہ پہلی دفعہ ہوا ہے اور جناب سپیکر صاحبہ! شادی ہالوں پہ، ٹریول ایجنسیوں پہ، اشتہاری ایجنسیوں کے علاوہ رئیل اسٹیٹ، موبائل کارڈ اور نیٹ کیفوں کو بھی ٹیکس میں شامل کر دیا گیا، اس کے علاوہ پیٹرول پمپ، سی این جی پمپس پر بھی ٹیکس 8 ہزار سے بڑھا کر 12 ہزار روپے کر دیا گیا ہے اور پکوڑہ شاپوں کے اوپر بھی ٹیکس لگ گیا ہے، پکوڑہ شاپوں کے اوپر جو سی این جی اور پیٹرول پمپس کے اوپر Tuck shops ہوتے ہیں، انکے اوپر بھی ٹیکس لگ گیا ہے اور غریب کا جینا حرام کر دیا ہے، صوبائی حکومت نے ٹیکس لگا کے اس بجٹ میں درزیوں پر ٹیکس لگ گیا، جو درزی شلوار اور قمیص سلائی کرتا ہے اس کے اوپر 2 ہزار روپے ٹیکس لگ گیا ہے، جو درزی شلوار قمیص اور واسکٹ سلائی کرتا ہے، اس کے اوپر 5 ہزار روپے ٹیکس لگایا گیا ہے، جو کوٹ اور پینٹ سلائی کرتا ہے، اس کے اوپر 10 ہزار روپے ٹیکس ہے، یہ بجٹ فری ٹیکس ہے؟ (تالیاں) یہ بجٹ فری ٹیکس ہے؟ اور کہا جا رہا ہے کہ بجٹ فری ٹیکس ہے، محترمہ سپیکر صاحبہ! ٹیکس فری بجٹ، میڈیکل سٹور پر، نان سپیشلسٹ ڈاکٹر پر، پروفیشنل ٹیکس کی شرح 2000 روپے سے بڑھا کر 10000 کر دی گئی ہے،

تشخیص لیبارٹری ٹیسٹ 15 فیصد سے بڑھا 20 فیصد کر دی گئی ہے اور میڈیکل سٹور پر کوئی پروفیشنل ٹیکس نہیں تھا، تاہم تحریک انصاف کی حکومت نے میڈیکل سٹور پر بھی 10000 روپے پروفیشنل ٹیکس عائد کر دیا ہے، محترمہ سپیکر صاحبہ! اگر خیبر پختونخوا سے Spirit کوئی لے کے جائے گا تو 10 روپے لیٹر اس کے اوپر بھی ٹیکس لگ گیا، جو کبھی اس سے پہلے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا تو یہ جو اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں، میں بہت حیران ہوں کہ عوام کو سچ نہیں بتایا گیا، اگر مولانا لطف الرحمان صاحب اپوزیشن لیڈر کا حق ادا کرتے ہوئے صوبے کے عوام کو حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں تو انہیں کہا جاتا ہے کہ ہماری کارکردگی کے اوپر آپ اثر انداز ہو رہے ہیں، محترمہ سپیکر صاحبہ! اس سے پہلے جو سابقہ 17-2016 کا وزیر خزانہ صاحب، مظفر سید صاحب نے ہی ٹیکس بجٹ پیش کیا تھا اور جو وعدے انہوں نے کئے تھے بجٹ کے دوران وہ بھی یہ پوری نہیں کر سکے، پچھلے سال جو وعدے انہوں نے کئے وہ باتیں نہیں پوری کر سکے ہیں اور ہمارے ڈیپارٹمنٹس کیلئے جو اہداف مقرر کئے گئے تھے، ٹیکس ریونیو کا اکٹھا کرنے کیلئے وہ 60 سے 65 فیصد ہو سکے ہیں اور اس سے زیادہ نہیں جمع ہو سکے ہیں، اسکے علاوہ جو ڈیپارٹمنٹس کو جو پیسے جاری کئے گئے ہیں وہ بعض ڈیپارٹمنٹس 8 فیصد خرچ کر سکے ہیں، بعض 5 فیصد خرچ کر سکے ہیں، بعض 10 فیصد خرچ کر سکے ہیں ماسوائے ایک ڈیپارٹمنٹ کے، باقی کوئی محکمہ بھی مکمل طور پر اپنے فنڈز نہیں خرچ کر سکا ہے، پیسے خرچ نہیں کر سکے ہیں تو یہ کس کی نااہلی ہے، ہم کس کو کہیں، کس کے سامنے بات کریں؟ جب یہاں پہ اسمبلی میں ہم بات نہیں کریں گے، حکومت کے نوٹس میں ہم کوئی بات لاتے ہیں تو حکومت کو اس پر غصہ آنے کی بجائے اگر یہ اس کی، اسے یہ کوئی، میں تو سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب نے تو بہت شفیقانہ انداز میں اور میں دیکھ رہا تھا کہ جس طرح بچوں کو نصیحت کرتا ہے یا چھوٹے بھائیوں کو، تو اس طریقے سے وہ نصیحت کر رہے تھے اور مولانا صاحب کی بات کا برا منایا گیا، میں اگر کوئی بات کروں گا تو میرا تو بہت زیادہ یقیناً جو ہے وہ برا منایا جائے گا تو میں سب سے پہلے اقلیت کی بات کرتا ہوں، بجٹ میں اقلیتوں کیلئے خاطر خواہ فنڈ نہیں رکھا گیا ہے، اب بھی میں حکومت سے کہتا ہوں کہ ہمارے معاشرے اور ہمارے ملک کی یہ اقلیت جو ہیں یہ بہترین پاکستانی ہیں اور ان کے حقوق کا خصوصی طور پر خیال رکھا جائے اور ان کیلئے جو فنڈ ہے جو ان کو چاہیئے، اقلیتوں کے نمائندوں کے ساتھ میٹنگ کر کے ان کے حقوق کا خیال رکھا جائے، دوسری بات جو میں صرف

ایک منسٹر صاحب کی بات کروں گا جس کو مرکز کے بغیر اور کوئی دوسرا نام آتا ہی نہیں ہے، میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں، چلے گئے ہیں، میرے خیال کے مطابق یہ کہہ رہے تھے کہ مجھے قائد تحریک انصاف چیئرمین عمران خان صاحب نے کہا ہے، مجھے ہدایت دی ہے کہ پانی کے اوپر سیاست مت کرو، پانی کے اوپر سیاست مت کرو، جن جن علاقوں میں پانی کی ضرورت ہے ادھر آپ پانی دو، میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ آپ ایک ضلع کو 40 کروڑ، 50 کروڑ، دو ارب روپے تک دیتے ہیں اور کسی ضلع کو آپ 5 کروڑ روپے بھی دینا گوارہ نہیں کرتے اور پھر یہ بات کرتے ہیں کہ مرکز ہمیں فنڈ نہیں دیتا، مرکز ہمارا حصہ نہیں دیتا، بھائی تم کونسی منصفانہ تقسیم کرتے ہو؟ یہ جو بجٹ پیش ہوا ہے، یہ اس صوبے کے غریب عوام کے ٹیکسز کی وجہ سے جو محاصل حاصل ہوتے ہیں، یہ ان کیلئے پیش ہوا ہے، اس کی منصفانہ تقسیم ہونی چاہیئے تھی، ریجن وائز اس کی تقسیم ہونی چاہیئے تھی لیکن یہ 5 یا 6 ضلعوں کا بجٹ ہے، میں اس کو خیبر پختونخوا کا بجٹ نہیں کہتا، نہ یہ کہنے کا حق ہے، 5 سے 6، اچھا میں آپ کو ضلع ایبٹ آباد کی بات بتاتا ہوں، میں ضلع ایبٹ آباد سے ممبر ہوں، صوبے کی بات آپ چھوڑ دیں، میں ضلع ایبٹ آباد سے ممبر صوبائی اسمبلی ہوں، میرے ضلع سے ایک ایم پی اے کو 50 کروڑ روپیہ، 30 کروڑ روپیہ واٹر سپلائی سکیموں کیلئے دے دیا گیا اور مجھے 86 لاکھ 92 ہزار روپے دیئے گئے، میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کو دیتا ہوں تو اسلئے پہلے آپ اپنے گریبان میں دیکھیں پھر دوسروں کے اوپر انگلی اٹھائیں حق بنتا ہے آپ کا، میں آپ کے ساتھ ہوں، مسلم لیگ (ن) خیبر پختونخوا صوبے کے حقوق کیلئے اگر صوبائی حکومت کے ساتھ نہیں ہے تو صوبے کے عوام کے ساتھ ہیں، ہم آپ کے ساتھ پیش پیش ہیں، آپ اپنا حق لینے کیلئے جائیں، میں آپ سے دو قدم آگے ہو کر آپ کا ساتھ دوں گا۔ محترمہ سپیکر صاحبہ! منسٹر ہیلتھ صاحب ادھر بیٹھے ہوئے ہیں، میں کوئی اسطرح تنقید نہیں کروں گا جس سے ان کی دل آزاری ہو۔ محترمہ سپیکر صاحبہ! 14-2013 میں ایوب میڈیکل کمپلیکس میں ایک بہت بڑی کرپشن، وہاں پہ بلڈنگز بنی ہیں اور Equipments خریدے گئے ہیں، اس میں کرپشن ہوئی ہے، وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی اور وزیر اعلیٰ صاحب نے مہربانی کی، اس کیلئے انہوں نے ایک انکوائری کمیٹی تشکیل دی، سپیشل کمیٹی تشکیل دی، جس نے انکوائری کی، اس انکوائری میں 35 کروڑ روپے کا صرف ایوب میڈیکل کمپلیکس میں غبن ہوا، 14 بندے اس میں Guilty پائے گئے، ایک آدمی کو بھی محترمہ سپیکر صاحبہ! سزا نہیں ہوئی

ہے، ایک آدمی کو بھی اس وقت تک سزا نہیں ہوئی ہے بلکہ وہ جو لوگ تھے ان کی پروموشن ہو گئی ہے، میں حیران ہوں کہ کرپشن کس طرح ختم ہو گی؟ اگر ہم اپنے کسی اقدام کے اوپر ایکشن نہیں اٹھائیں گے، ان لوگوں کے خلاف ہم گھیرا تنگ نہیں کریں گے اور ان کی اگر پروموشن ہو گی تو دوسرے لوگوں کی بھی حوصلہ افزائی ہو گی اور دوسری بات یہ ہے کہ منسٹر صاحب اس ہسپتال کے اندر بیشک آپ کے نوٹس میں ہو گا، آپ ضرور جاتے ہونگے مختلف ہسپتالوں میں، اس وقت جو میرے نزدیک ترین ہسپتالیں ہیں میں ان کی بات کرتا ہوں، جتنی ایم آر آئی کی مشینیں ہیں یا جتنی ٹیسٹ کرنے کی مشینیں ہیں، اگر ٹھیک بھی ہیں تو مریضوں کو باہر بھیجا جاتا ہے، باہر چونکہ یہ بڑے بڑے سپیشلسٹ جو ڈاکٹرز یا جو ذمہ دار ہیں، ان کی اپنی مشینیں پرائیویٹ لگی ہوئیں ہیں، وہ وہاں سے فیسیں ان لوگوں کو باہر دینا پڑتی ہیں، ایوب میڈیکل کمپلیکس کو صرف منسٹر صاحب آپ جا کر چیک کریں، اب میں چھوٹی سی آر ایچ سی، میں آپ کو بتاتا ہوں، آپ میرے پاس آر ایچ سی میں آجائیں، Equipment آپ نے دیئے ہیں، نئی ایکسرے مشین ادھر لگی ہے، ایک پرانی ایکسرے مشین ہے، میں اس دن گیا ہوں، ایکسرے وہاں پہ اندر نہیں ہوتا ہے، لوگوں کو باہر بھیجا جاتا ہے اور میں نے چیک کیا تو دونوں مشینیں ٹھیک تھیں تو اس کے اوپر آپ توجہ دینگے تو ان شاءاللہ ہسپتالوں کا نظام بہتر ہو جائے گا، لیکن جسطرح آپ سب اچھا کی رپورٹ دے رہے ہیں، یہ کسی صورت میں بھی ماننے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ آپ نے، چیف منسٹر صاحب نے ادھر وعدہ کیا تھا، پہلے سال اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر چیف منسٹر صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ یکساں نظام تعلیم اس صوبے میں میں رائج کروں گا، ابھی تک وہ نہیں ہوا ہے، مجھے نہیں پتہ کہ اس میں منسٹر صاحبان رکاوٹ ہیں، محترمہ سپیکر صاحبہ! رکاوٹ ہیں یا کیا رکاوٹ ہے، ابھی تک یکساں نظام تعلیم کا وعدہ پورا نہیں ہوا ہے اور دوسری بات جو ہے وہ بڑا پیسہ خرچ ہوا ہے ایجوکیشن کے اوپر اور ہو رہا ہے، ہمیں خوشی ہے لیکن جو تبدیلی کی بات ہو رہی ہے، میں اس تبدیلی کو نہیں مانتا، اگر سرکاری سکولوں میں بالکل جو توجہ دی جا رہی ہے ہم بہت خوش ہیں۔ آج بھی پرائیویٹ سکولوں کے بچے بورڈز کے اندر پہلی پوزیشن، دوسری پوزیشن، تیسری پوزیشن لے رہے ہیں، اگر ان چار سالوں میں کسی سرکاری سکول کا بچہ یا بچی بورڈز کے اندر پہلی، دوسری، تیسری پوزیشن لیتی تو میں کہتا کہ جی بالکل ایجوکیشن میں تبدیلی آگئی ہے۔ اسلئے محترمہ سپیکر صاحبہ! ان چیزوں پر اگر غور کیا جائے تو بہتری آسکتی

ہے۔ محترمہ سپیکر صاحبہ! ایک بات چیئرمین تحریک انصاف نے کہی تھی کہ میں کشکول توڑوں گا، مرکز والے قرضے لے رہے ہیں، پاکستان کو لاد دیا قرضوں میں اور ہم خیبر پختونخوا بالکل کوئی قرضہ نہیں لیں گے، آج میں حیران ہوں کہ یہاں پہ اربوں روپے قرضے لئے جارہے ہیں، اربوں روپے قرضے لئے جارہے ہیں اور صوبے کو قرضوں کے نیچے لادنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ محترمہ سپیکر صاحبہ! ریپڈ بس کیلئے 53ارب روپیہ اس میں رکھا گیا ہے، اچھی بات ہے، بننی چاہیئے، ہم اس کے مخالف نہیں ہیں، صرف میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب اسلام آباد میں، لاہور میں اور دوسرے صوبوں میں میٹرو بس بن رہی تھی، آپ مخالفت کر رہے تھے، آپ مخالفت کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ یہ تو کمیشن کیلئے شہباز شریف میٹرو بس بنا رہا ہے تو یہ میں پوچھنا چاہتا ہوں اور پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ ریپڈ بس بھی کمیشن کیلئے یہاں پہ بنائی جارہی ہے یا کس مقصد کیلئے بنائی جارہی ہے؟ یہ چار سال پہلے اگر بنائی جاتی تو آج اس سے لوگ استفادہ حاصل کرتے، محترمہ سپیکر صاحبہ! میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں لمبی بات نہیں کروں گا، اقتصادی راہداری کی جو بات ہے، مولانا صاحب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں، میں نے کہا تھا اسی فلور کے اوپر کھڑے ہو کر کہ نواز شریف جو کہتا ہے وہ کرتا ہے اللہ کے فضل و کرم سے اور اس نے جو وعدہ کیا تھا مغربی روٹ کا وہ پورا کر کے دکھایا ہے، اس نے آج جو پہلی کھیپ گئی ہے وہ مغربی روٹ کے اوپر گئی ہے اور اس کے اوپر تیزی سے کام بھی جاری ہے، نصاب میں تبدیلی کی بات سردار ظہور صاحب نے کی تھی اس کو بھی منسٹر صاحب نے بہت برا منایا تھا لیکن میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس کے اوپر ضرور غور کریں گے، منسٹر صاحب! اور جو جن چیزوں کی نشاندہی سردار ظہور صاحب نے کی تھی، ہمارا اسلامی معاشرہ ان چیزوں کو نہیں مانتا اور میں حیران ہوں کہ جماعت اسلامی کی اتحادی حکومت ہے، جس پہ جماعت اسلامی کو نوٹس لینا چاہیئے تھا لیکن وہ نوٹس مسلم لیگ (ن) نے لیا، محترمہ سپیکر صاحبہ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہزارہ ڈویژن جو ہے وہ خیبر پختونخوا کا حصہ ہے لیکن بدقسمتی سے اس دفعہ بھی ہزارہ ڈویژن کو اس بجٹ میں بھی نظر انداز کیا گیا ہے، کوئی خاطر خوا منصوبہ ہزارہ ڈویژن کیلئے نہیں رکھا گیا، یہاں تک کہ سپیکر صاحبہ! ایک جو ہزارے کی شہ رگ ہے، چونکہ جب ایبٹ آباد حویلیاں سے آپ ایبٹ آباد جاتے ہیں، اگر روڈ کسی جگہ سے کسی بھی وجہ سے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے یا کسی وجہ سے بند ہو جائے تو گھنٹوں شاہراہ ریشم بلاک رہتی ہے، 2013 میں لنگرا بائی پاس دھمتوڑ اے ڈی

پی میں آیا تھا، بعد میں وہ روڈ شفٹ کر دیا گیا تھا ہری پور اور ابھی تک اس کے اوپر کام نہیں شروع ہو سکا، میں نے متعدد بار بات کی اور مجھے مشتاق غنی صاحب ادھر بیٹھے ہوئے ہیں وزیر ہائر ایجوکیشن انہوں نے مجھے کہا تھا کہ نلوٹھا صاحب آپ اس روڈ کی پروانہ کریں، اس بائی پاس کی آپ حسن ابدال ٹو حویلیاں یہ جو ایکسپریس وے ہے، اس کی آپ پروانہ کریں تو میں نے ان سے کہا تھا کہ ایکسپریس وے پہلے بنے گا، تمہارا روڈ نہیں بن سکے گا، آج وہ سچ ثابت ہوا، الحمد للہ حسن ابدال ٹو حویلیاں اگست میں نواز شریف افتتاح کریگا (تالیاں) لیکن حویلیاں لنگرا بائی پاس دھمتوڑ روڈ ابھی تک نہیں بن سکا، نہ ہی وہ بنے گا، میری دعا ہے کہ اللہ کرے کہ وہ بن جائے، اگر نہیں بنے گا تو ان شاء اللہ مشتاق غنی صاحب اگلی دفعہ اسمبلی میں نہیں آئیں گے، یہ میں آپ کو کلیئر بتاؤں، یہ چیف منسٹر صاحب کے بھی نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اپنے ساتھی کو اگر لانا چاہتے ہو تو یہ روڈ بناؤ، میں انہیں الفاظ کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں، تھینک یو ویری مچ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: تھینک یو ویری مچ نلوٹھا صاحب! اب جو پیپلز پارٹی کے ہیں، ان کے دو نام آئے ہیں، ایک فخر اعظم صاحب اور ایک سردار حسین صاحب، سردار حسین صاحب کا انہوں نے، سپیکر صاحب نے ریکویسٹ کی ہے اور فخر اعظم! آپ کا نام میرے پاس ہے تو پہلے آپ، لیکن آپ دونوں نے Time divide کرنا ہو گا آپس میں، یہ نہیں کہ ایک بھی 20 منٹ بولے۔۔۔۔۔

جناب فخر اعظم وزیر: میڈم سپیکر! مجھے محمد علی شاہ صاحب نے خود کہا ہے کہ آپ میری جگہ سپیچ کریں گے اور میں یہ بات سیکرٹری صاحب کے علم میں بھی لایا تھا۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: بالکل بالکل، آپ کا نام میرے۔۔۔۔۔

جناب فخر اعظم وزیر: تو پارلیمانی لیڈر کا جو ٹائم ہوتا ہے میں ہی لونگا 20 منٹ، اگر اس نے کرنی ہے تو بعد میں کر لیں، 10 منٹ کی سپیچ مجھے خود محمد علی شاہ صاحب نے کہا تھا۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: چلیں، او کے۔

جناب فخر اعظم وزیر: میڈم سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا اور میں پورے ہاؤس کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پانچواں بجٹ پیش کیا، بجٹ پیش کرنے سے پہلے یہ باتیں عام ہوتی ہیں کہ یہ غریبوں کا بجٹ ہے، مزدوروں کا بجٹ ہے، متوازن بجٹ ہے

لیکن بجٹ پیش کرنے کے بعد معاملہ برعکس ہو جاتا ہے، میڈم سپیکر! یہ کل 603 بلین کا بجٹ پیش کیا گیا، اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ 603 بلین پیسے کہاں سے آئیں گے، اس کے حصول کیا ہونگے، یہ پیسے کہاں سے آئیں گے، کیا یہ Loan ہے، اگر Loan ہے تو سود پر ہے اور کس طرح ہے؟ تو اس کو تین پارٹس میں تقسیم کیا گیا، یہ آپ کی وائٹ پیپر کا جو پہلا پارٹ ہے، وہ General Revenue Receipts ہے، جس میں:

Federal Tax Assignment	326 billion;
1% Divisible Pool for War on Terror	39 billion;
Straight Transfers	24 billion;
Net Profit from Hydel Power Generation	20 billion;
Arrears of Net Hydel Profit	15 billion;
Provincial Own Receipts (Tax)	22 billion;

اور

Provioncial Own Receipts (Non-Tax)	22 billion

تو یہ کل 470 بلین کے قریب بنتے ہیں۔ جناب سپیکر!-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: Order in the House please، چیف منسٹر صاحب کو پلیز ذرا چھوڑ دیں تاکہ وہ بجٹ سن لیں۔

جناب فخر اعظم وزیر: تو یہ کل 470 بلین کے قریب بنتے ہیں اور اس پر ہمیں جو اعتراض ہے وہ Area of net profit، یہ بجلی کی جنریشن سے ہمیں یہ پیسے آتے ہیں، اب یہ 15 بلین جو یہ بجلی کی جنریشن سے آتے ہیں اور اس کو عام بجلی کے اوپر نہیں لگاتے I want the attention of the House Madam Speaker, I want attention of the House

محترمہ ڈپٹی سپیکر: سی ایم صاحب پلیز! دینا ناز، دینا ناز پلیز! آپ اپنی سیٹ پہ جائیں۔

جناب فخر اعظم وزیر: میڈم سپیکر! تو یہ 15 بلین روپے جو ہیں، یہ Net Profit from Hydel Power Generation یعنی بجلی کی جنریشن سے ہمیں آتے ہیں-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: بھئی Nobody is allowed please، میں آپ کو کتنی دفعہ کہہ چکی ہوں کہ اپنی سیٹس پہ بیٹھ جائیں، Carry on, come on، یہ آپ کے اپوزیشن کے لوگ ہیں، فخر اعظم صاحب چلیں، Carry on۔

جناب فخر اعظم وزیر: تو 15 بلین روپے جو ہیں، یہ بجلی کی جنریشن سے آتے ہیں تو یہ میں کہتا ہوں کہ یہاں پر جتنے بھی ہمارے ایم پی ایز بیٹھے ہوئے ہیں ان سب کا ضمیر یہی کہے گا کہ اس کو بجلی کے اوپر لگانا چاہیئے تھا نہ کہ اس سے ہم سڑکیں بنائیں، سکول بنائیں کیونکہ آپ نے جو اسی بجٹ کی تقریر میں شو کیا ہے، جتنے بھی آپ نے یعنی پراجیکٹس، مانسہرہ 96 میگاواٹ، یا ناران ہائیڈرو پاور پراجیکٹ 188 میگاواٹ یعنی جتنی بھی آگے بجلی بنا رہے ہیں یا Asian Development Bank کے تعاون یا صوبائی وسائل کے تعاون سے آپ یہ 15 بلین روپے اس کے اوپر کیوں نہیں لگاتے کہ بجلی جنریٹ ہو؟ لوڈشیڈنگ کا خاتمہ ہو، یعنی آپ وہ پیسے جو لگا رہے ہیں وہ سڑکوں کے اوپر لگا رہے ہیں، سکولوں کے اوپر لگا رہے ہیں، بجلی کے پیسے ہیں اور اس کو آپ سڑکوں کے اوپر لگا رہے ہیں تو میں کہتا ہوں اس قوم کے ساتھ زیادتی ہے، اس قوم کے ساتھ زیادتی ہے اور اس قوم کے ساتھ خیانت ہے۔ میڈم! دوسرے پارٹ پہ آتے ہیں، یہ General Capital Receipts ہے، اس میں Recoveries of Loans & advances, 250 million اور Recoveries of Investment of Hydel Development Fund, 15 billion اور Borrowing Domestic Loan جو ہے، وہ ہم نے دس بلین لیا ہوا ہے، یہاں پر ہم نے پھر قرضہ لیا ہوا ہے اور وہ بھی سود کے اوپر تو اس قرضے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر ایک قرضہ ہم نے لینا تھا اور وہ بھی سود کے اوپر تو کب اس کو چکائیں گے، اس کے کیا شرائط ہونگے؟ یہ ہاؤس کو اس کی شرائط جو ہیں دکھائی جائیں کہ ہاؤس کو پتہ چلے کہ ہم قرضہ بھی لے رہے ہیں اور سود کے اوپر لے رہے ہیں، سود کے سودوں پر یہ عوام کے اوپر بوجھ آئے گا اور پھر ہم We are not able to pay this ایک دن ایسا آئے گا کہ We will not pay this loan because this is the interest of loan یہ کہ ہمیں مفت میں نہیں دے رہے، ہمیں Loan دے رہے، وہ بھی سود کے اوپر دے رہے ہیں، ایک طرف تو ہم اسمبلی میں سود کے اوپر بل لے کر آ رہے ہیں، بل کو پاس بھی کر دیا کہ ہم پورے صوبے سے سود کا خاتمہ کریں گے اور دوسری طرف اب سود کے اوپر ہم یعنی سڑکیں بنا رہے ہیں، تو یہ میڈم اچھی بات نہیں ہے کہ یہ سود کے جو پیسے ہم لے رہے ہیں، اس کے کیا کیا شرائط ہیں؟ تیسری بات کہ جو پارٹ سی ہے، وہ ہے

Development Receiptsاس میںCash Balanc/Savingsجو ہے، وہ24 بلین 895اور Foreign Project Assistanceجو ہے، وہ82 بلین ہے-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: Nobody is allowed please, this is budget speech، سی ایم صاحب نےEndمیں جواب دینا ہے۔

جناب فخر اعظم وزیر: اب اس میں میڈم! اس میں جو ہے I want the attention of the House, I want the attention of the House۔ میڈم! یہاں پر 24 بلین 895 ملین جو روپے ہیں، کیش بیلنس سیونگ، یہ آپ نے اکاؤنٹ (ون) میں Show کیا ہے، میں پورے ہاؤس کے توسط سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اکاؤنٹ (ون) میں یہ پیسہ ہمیںShow کیا جائے کہ واقعی یہ پیسہ ہے کہ جھوٹ ہے، ہمارے پاس24 بلین روپے ہیں یا جھوٹ ہے؟ کیونکہ آپ نے ادھر وائٹ پیپر میں Show کیا ہے کہ یہ اکاؤنٹ (ون) میں ہمارے پاس یہ پیسہ ہے تو یہ ہاؤس سے میرا کوسچن ہے کہ اس کو ہاؤس کے سامنے یہ Show کیا جائے کہ واقعی یہ پیسے اکاؤنٹ (ون) میں پڑے ہوئے ہیں کہ صرف جھوٹ کے اوپر جھوٹ بولا جارہا ہے اور میڈم! اب میں آؤنگا، یہ 82 بلین روپے، 82 بلین روپے جو ہم نے Loan لیا ہوا ہے، میں اس کے اوپر آؤنگا، یہ آپ کے اسی وائٹ پیپر میں آپ نے شو کیا ہے، Page No.66پر شو کیا ہے اور یہ اس میں گرانٹ ہے، 29 بلین گرانٹ پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے، اگر آپ کو کوئی مفت میں پیسے دے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن 52 بلین روپے جو ہیں، اس پر آپ جو ہے، بس سروس بنا رہے ہیں تو یہ پھر بھی معاملہ وہی آگیا کہ پہلے آپ چیخ رہے تھے کہ نواز شریف یہ غلط کام کر رہا ہے، اب ہم سود کے اوپر پھر جنگلا یعنی بس سروس بنا رہے ہیں-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: Excuse me please, this is a last warning otherwise you people should go out بس بار بار (تالیاں) تو بیہ You should ایک بات ہوتی ہے، go to your seat نہیں بھئی، بجٹ سپیچ ہے، سی ایم صاحب نے جواب دینا ہے، No, I am not going to allow you anyone، بس ختمCary on۔

جناب فخر اعظم وزیر: میڈم! یہ 52 بلین روپے پر ہم بس سروس بنا رہے ہیں، جس طرح مجھ سے پہلے میرے معزز اراکین نے عرض کیا تھا کہ ہمیں اس کے اوپر کوئی اعتراض نہیں، بنائیں۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: فخر اعظم صاحب! ایک بات آپ سے کہوں، آپ پلیز ذرا اس کو وہ کریں، آپ کی باتوں کی سمجھ نہیں آرہی، اتنا Vast نہ بولیں۔

(قہقہے اور تالیاں)

جناب فخر اعظم وزیر: سمجھ نہیں آرہی (قہقہے اور تالیاں) اب اسلئے میڈم! جب میں Thrash out کر رہا ہوں تو سمجھ نہیں آرہی، بات کو میں Thrash out کر رہا ہوں تو آپ کو سمجھ نہیں آرہی (شیم شیم) جو بات میں Thrash out کر رہا ہوں، میں کہہ رہا ہوں کہ آپ نے 82 بلین روپے کا قرض لیا ہے، 82 بلین میں 29 بلین روپے گرانٹ کے ہیں، گرانٹ کے اوپر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن 52 بلین کے اوپر اعتراض ہے، یہ Loan ہے، Interest کے اوپر Loan ہے، یہ سود کے اوپر Loan ہے، اسی طرح تو Loan نہیں دیا، کسی نے مفت میں تو آپ کو نہیں دینا ہے نا، اس کے اوپر یعنی سود کے اوپر بس سروس بنا رہے ہیں، واہ جی واہ، نیا کارنامہ، پہلے اسی بس کے آپ مخالف تھے، اب یہی بس سروس آپ بنا رہے ہیں تو اس سے تو یہ اچھا تھا کہ آپ 20 پرسنٹ ملازمین کی تنخواہیں بڑھاتے، اس سے تو یہ بات اچھی تھی، یہ ملازمین آپ کی خدمت کرتے ہیں، ان کا حق بنتا ہے اور آپ نے الٹا وہ کام کیا جو چار سال سے آپ اس کو ٹوکتے رہے، ٹوکتے رہے، آج آپ نے وہ کام کر کے دکھایا کہ آپ نے 52 بلین پر بس سروس اور وہ بھی Loan پر بنا رہے ہیں، میڈم! اب میں پھر آؤں گا ایک اور پوائنٹ پہ، وہ یہ ہے کہ یہ آپ پیج نمبر 98 پہ آجائیں، پیج نمبر 98 وائٹ پیپر میں یہاں پر آپ نے شو کیا ہے 90 بلین روپے، اس صوبے کے اوپر Already قرضہ ہے اور یہ قرضے کی تفصیلات ہیں، یہ دیکھیں یہ پوری تفصیلات دی ہوئی ہیں اور یہ پیج نمبر 98 خود پڑھ لیں، آپ کے پاس وائٹ پیپر ہونا چاہیئے، اچھا اب اوپر سے آپ نے 52 بلین کا قرضہ اور لیا ہے اور 10 بلین کا تو کل ملا کر یہ قرضہ بن گیا 153 بلین روپے، اب آپ کے اوپر 153 بلین روپے کا قرضہ آگیا ہے، پہلے 98 بلین تھا اور پھر آگیا 63 بلین تو کل ہو گیا 153 بلین، اب 153 بلین آپ کس طرح چکائیں گے یہ ذرا ہاؤس کو بتایا جائے؟ یہ انٹرسٹ کے اوپر قرضہ ہے یہ کوئی مفت نہیں ہے بتایا جائے کہ ہم اس کو کس

طرح چکائیں گے؟ کیونکہ Already یہ صوبہ قرضے کی دلدل میں پھنستا جارہا تھا، آپ نے اور پھنسا دیا ہے، ایک یہ، اس کے اوپر Already ninety billion قرضہ تھا، آپ نے 63 بلین کا قرضہ لیکر اس کو اور پھنسا دیا تو اس کی بھی تفصیلات اس ہاؤس کو فراہم کی جائیں کہ اس کا کیا کیا اور اب اس کی کنڈیشن کیا ہے؟ آخر سود کی کیا کنڈیشن ہے، کس طرح ہم چکائیں گے؟ اب میں میڈم آتا ہوں ایک اور پوائنٹ پر، وہ یہ ہے کہ آپ نے پھر، آپ کے وائٹ پیپر پیج نمبر 8 پر شو کیا ہے، Provincial Own Receipts 49 billion روپے، آپ نے خود شو کیا، یہ 2016 اور 2017 کا ہے، 17-2016 کا ہے، اس میں آپ نے شو کیا Provincial Own Receipts 49 billion اور آپ کو ملے ہیں، اور آپ نے Revised Estimates میں لکھے ہیں 32 بلین روپے اور آپ کو ملے ہیں، ریکوری ہوئی ہے 20 بلین، یعنی 29 بلین کا جھوٹ، 29 بلین کا جھوٹ، یہ میں نہیں کہتا، یہ آپ کا وائٹ پیپر خود چیخ چیخ کے کہہ رہا ہے (تالیاں) آپ کا وائٹ پیپر خود چیخ چیخ کے کہہ رہا ہے کہ اس گورنمنٹ نے میرے ساتھ 29 بلین کا جھوٹ بول دیا ہے، اچھا اور بات سنیں، اچھا میڈم! Listen to me آپ اس دفعہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے Provincial Own Receipts 45 billion ہیں تو ہم کس طرح یقین کریں کہ آپ کے خود 2017 میں آپ نے 29 بلین کا جھوٹ بول دیا تو 45 بلین کہاں سے ہوں گے؟ یہ 5 بلین ہوں گے یا یہ 10 بلین ہوں گے 45 بلین کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اب میڈم! میں آتا ہوں آپ جو احتساب کی بات کر رہے ہیں، سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے احتساب کمیشن کی بات کی، احتساب کمیشن کی بات جو آپ نے کی، اس کے سیکشن سات میں آپ نے آئین کی دھجیاں اڑائی ہیں کیونکہ کانسٹی ٹیوشن کا آرٹیکل 175 سیکشن (3) کہتا ہے: "The Judiciary shall be separated progressively from the Executive"، جوڈیشری جو ہے، اس کو آپ ایگزیکٹیو پاور نہیں دے سکتے، آپ کے احتساب امنڈمنٹ بل سیکشن سات میں آپ نے اس کو ایگزیکٹیو پاور زدی ہیں اور میں انڈیا کے سپریم کورٹ کے فیصلے سے آگاہ ہوں، جس میں انڈیا کا فیصلہ ہے۔ "Principle of separation of power is a basic structure of the constitution. Principle would get violated only if a sanction function of one branch is taken over by the another branch, leading to the removal of the check and balance" اور یہ فیصلہ کس

کا ہے؟ (تالیاں) یہ بیان، یہ فیصلہ ہے سپریم کورٹ آف انڈیا، یہ میڈم! یہ انڈیا کے تین فیصلے اس کے اوپر ہیں اور آپ کا Already سیکشن 7 جو آپ کے ہائی کورٹ میں چیلنج ہو چکا ہے کیونکہ انصاف تو اس وقت قائم ہو گا جب Separation of power ہو گا کہ جوڈیشری اپنا کام کرے گی، ایگزیکٹو کا۔۔۔۔۔

ایک رکن: میڈم سپیکر صاحبہ!

جناب فخر اعظم وزیر: میڈم پلیز! آپ تو بڑی سینیئر پارلیمنٹیرین ہیں، Listen to me, listen to me۔ اچھا Listen، میڈم! وہ جو ہے، یعنی آپ نے آئین کی دھجیاں اڑا دیں، آئین خود کہہ رہا ہے اس کو Separate کر دیں، آپ نے اسکو ایگزیکٹیو پاورز دے دیں، جب آپ جوڈیشری کی پاورز ایگزیکٹو کو دیں گے تو احتساب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، یہ خود میں نہیں کہہ رہا، آئین کہہ رہا ہے، یہ فیصلے کہہ رہے ہیں اور انڈیا کا سپریم کورٹ کہہ رہا ہے، اب میں آتا ہوں آپ کی تعلیم کے اوپر، اب آپ کا تعلیم کا جو حال ہے ذرا وہ دیکھتے ہیں، آپ نے کہا تھا کہ تعلیم کے اوپر، 127 ارب روپے آپ نے مختص کئے ہیں۔ 410 جو ہیں آپ سکول بنا رہے ہیں Need base کے اوپر، پہلے یہ بتایا جائے کہ Need base ہے کیا؟ یہ ذرا اس کی تشریح ہونی چاہیئے، کہ Need base صرف حکومتی اراکین کیلئے ہے، ان کے حلقوں میں تو بہت بندے ٹرانسفر اور سکولوں کی ضرورت ہوتی ہے، وہاں پر لوگ بھی ان پڑھ ہوتے ہیں لیکن جو اپوزیشن کے اراکین ہوں تو وہاں پر Need base کی کوئی ضرورت نہیں، اب یہ چار سو سکول آپ بنا رہے ہیں، پہلے اس Need base کی میں تشریح کرنا چاہتا ہوں، میں اپنے آنریبل منسٹر سے یہ بات پوچھنا چاہوں گا کہ مجھے وہ Need base کی تشریح دیں اور جو پچھلے سال انہوں نے سکول فراہم کئے ہیں اس کی بھی تفصیلات فراہم کی جائیں، انہوں نے اکثر، زیادہ 70 فیصد سکول اپنے اراکین کو دیئے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ ان فیصلوں، اس کے Against جو ریلیز ہوئی ہے وہ بھی ان کے اراکین کو ہوئی ہے اور دوسری بات اسی تعلیم کے حوالے سے میڈم! میں یہ کہوں گا کہ پہلے بھی صوبائی محکمہ تعلیم تھا، ڈائریکٹوریٹ تھا، ڈی ای اوز تھے، آپ نے اوپر سے آئی ایم یو نافذ کر دیا، آئی ایم یو۔ Independent Monitoring Unit اس کی ضرورت کیا تھی؟ اور ایک ٹی ایم او کی تنخواہ ڈیڑھ لاکھ روپے ہے، ایک ڈی ایم او کی تنخواہ اور 40 ہزار، 40

ہزار سے کسی کی کم تنخواہ نہیں ہے، یعنی Already محکمہ ہے، آپ نے اس کے اوپر ایک اور اوپر سے نافذ کر دیا ہے یعنی صوبائی خزانہ کے اوپر تو۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: فخر اعظم، فخر اعظم! آپ اگر تھوڑا آہستہ بھی بولیں گے ہمیں سمجھ آئے گی۔

(تالیاں)

جناب فخر اعظم وزیر: چھوڑیں، آہستہ بولیں گے، میڈم! Already آپ کے پاس صوبائی محکمہ تھا، آپ کے پاس صوبائی ڈائریکٹوریٹ تھا تو آپ نے آئی ایم یو اس کے اوپر نافذ کر دیا ہے جو کہ Independent Monitoring Unit۔۔۔۔۔

(شور)

Mr. Fakhr-e-Azam Wazir: Listen to me Madam-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: د دہ نوم څه دے، د دہ نوم څه دے؟ ضیاء الرحمان صاحب! آپ کو پشتو، اردو، انگریزی تینوں زبانیں سمجھ نہیں آتیں، کونسی زبان میں بولوں؟

(تالیاں)

جناب فخر اعظم وزیر: تو میڈم!۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اچھا فخر اعظم صاحب! آپ کے تین منٹ رہ گئے ہیں اچھا، تین منٹ۔

جناب فخر اعظم وزیر: Listen to me Madam, listen to me، اچھا میڈم! تو ہوا یہ کہ وہ اس کا ہر رکن جو ہے وہ 40 ہزار سے کم تنخواہ نہیں لیتا۔ اب آپ ایک اور چیز Introduce کرائیں، Inspectorate پتہ نہیں، اس کو پتہ ہوگا ہمارے وزیر تعلیم صاحب کو، یہ تیسرا ڈیپارٹمنٹ آرہا ہے، پہلے صوبائی محکمہ تھا اس کے اوپر آئی ایم یو اور اب تیسرا لیکر آرہے ہیں یعنی صوبائی خزانے پر اتنا بوجھ میڈم! اور اس سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کو صوبائی ڈیپارٹمنٹ پر کوئی اعتماد نہیں ہے، یہ تو عدم اعتماد کی فضاء قائم ہو رہی ہے، جب آپ اس پر عدم اعتماد قائم کریں گے تو کام کس طرح کریں گے؟ آپ اس کو Discourage کر رہے ہیں اور جہاں تک سوال رہا آپ کے این ٹی ایس کا تو این ٹی ایس کا یہ فیصلہ ہے، لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ ہے، آپ کا این ٹی ایس کا کوئی لیگل کور نہیں، یہ کوئی آرڈیننس نہیں، کوئی ایکٹ نہیں ہے اس کا کوئی لیگل کور نہیں ہے، یہ لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ سنیں: "High Court disposed off the

matter by the consensus between the NTS and HEC in the term of the effect that the HEC would not sponsor or extend any patronage to the NTS as NTS was not officially approved National Testing Service under the Higher Education Commission Ordinance, 2002'.

یہ فیصلہ، دو فیصلے ہیں لاہور ہائی کورٹ کے۔ یہ جو این ٹی ایس ہے، یہ Illegal ہے، اس کی کوئی لیگل، یہ این جی او ہے، یہ Sort of این جی او ہے اور مخصوص بندہ اس کو چلا رہا ہے، جس میں 80 فیصد اس کے اراکین بھرتی ہو رہے ہیں کیونکہ یہ جو ہے لاہور ہائی کورٹ کے دو فیصلے آ چکے ہیں کہ یہ Illegal ہے۔ میڈم! اس کے بعد میں آخر میں پولیس آرڈیننس لاؤں گا، پولیس آرڈیننس میں جو جو ہم نے اس میں Reformation کی ہیں۔ اس کی میں تعریف کرتا ہوں، پولیس ہماری فورس ہے، ہم اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن ہم آئین کی تو Violation کرنے نہیں دیں گے کیونکہ اسی آئین کا ہم نے تحفظ کی قسم اٹھائی کہ ہم اس کی تحفظ کریں گے۔ اس کا آرٹیکل 129 کیا کہتا ہے؟ اس کا آرٹیکل 129 کہتا ہے۔ "(1) Subject to the Constitution, the executive authority of the Province shall be exercised in the name of the Governor by the Provincial Government, consisting of the Chief Minister and Provincial Ministers, which shall act through the Chief Minister". یعنی کہ آپ کا Chief Minister is the Chief Executive of the Province تو وہ جب Chief Executive of the Province ہو گیا تو جتنے بھی ٹرانسفرز یا آرڈرز، یہ میں نہیں کہتا یہ آئین کہتا ہے کہ سمری اس کے پاس ضرور جائے گی، اس کو سائن کرے گا، یہ اس کے اختیارات ہیں میڈم! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ یہ جو ہے یہ متوازن بجٹ نہیں ہے بلکہ یہ غیر متوازن ہے اور آپ بھی اس کو متوازن بنانے کی کوشش کریں اور خاص طور پر 20 فیصد ملازمین کی تنخواہیں بڑھائیں، اس کی میں سپیشل ریکویسٹ پورے ہاؤس سے کروں گا، شکریہ۔

(تالیاں)

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> تھینک یو ویری مچ۔ اب What I do, yes سردار حسین صاحب! اس طرح ہے کہ آپ کے اپوزیشن لیڈر نے ٹائم اس کو دیا تھا، But anyway you have requested تو آپ کو میں دے دیتی ہوں ٹائم۔

<u>Mr. Sardar Hussain (Chitralli)</u>: You have no right to give my time to any body else, even you have no right to give my time to any body.
<u>Madam Deputy Speaker:</u> I have got a list.

آپ نے، آپ نے، سردار حسین! میری بات سنیں، سردار حسین چترالی صاحب! میرے پاس جو لسٹ ہے نا، اس میں آپ کا کا نام نہیں ہے لیکن میں آپ کو ٹائم دے رہی ہوں، اس لسٹ میں نہیں ہے۔

<u>سردار حسین (چترالی):</u> بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ میڈم سپیکر!۔۔۔۔۔

<u>جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ):</u> میڈم!۔۔۔۔۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> جی۔

<u>وزیر اعلیٰ:</u> میں صرف ایک، کدھر گیا ہمارا فخر اعظم صاحب! میں آپ سے متوجہ ہوں، میں صرف آپ سے ایک سوال کرتا ہوں کہ آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ آپ کا استاد کون ہے؟ اور اگر استاد اتنا نالائق ہے کہ آپ کو سمجھایا نہیں تو مجھے بڑا افسوس ہے کہ نام بتا دیں، کون ہے؟

(تالیاں)

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> جی، سردار حسین صاحب! سردار حسین صاحب، چترالی صاحب!

<u>جناب فخر اعظم وزیر:</u> میڈم سپیکر صاحبہ۔۔۔۔۔

<u>سردار حسین (چترالی):</u> فخر اعظم آپ بیٹھیں، آپ بیٹھ جائیں۔۔۔۔۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> سردار حسین! سردار حسین چترالی!

<u>سردار حسین (چترالی):</u> آپ بیٹھیں جی، آپ بیٹھیں، آپ بیٹھیں بھائی۔۔۔۔۔

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> چترالی صاحب! آپ شروع کریں۔

<u>سردار حسین (چترالی):</u> بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ میڈم سپیکر! ہم یہاں بجٹ کے اوپر بات کرنے کیلئے آئے ہیں اور بحث ان چیزوں پر ہو رہی ہے جو ایک سال گزر گئے، جس پر بحث بھی ہوئی ہے، قانون بھی بنے ہیں، باتیں بھی ہوئی ہیں، یہ میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ ہم کس چیز پر بحث کر رہے ہیں۔ قرآن کی ایک آیت ہے کہ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَقُولُواْ قَوۡلاً سَدِيدًا۔ يُصۡلِحۡ لَكُمۡ أَعۡمَـٰلَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡ "تم سیدھی بات کرو، سیدھی بات کروگے تو تمھارے اعمال کی اصلاح ہو گی اور تمھارے گناہ بھی

معاف ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں، جب میں پچھلی گورنمنٹ کو بھی سٹڈی کرتا ہوں، آج کو بھی سٹڈی کرتا ہوں، میں اپوزیشن کا ممبر ہوں لیکن Comparison کرنا، دیکھنا یہ میری ذمہ داری ہے، کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جن کا کریڈٹ ہمیں اس حکومت کو دینا چاہیئے (تالیاں) اور کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کے اوپر ہمیں ایڈوائز کرنی چاہیئے، میری پہلی گزارش چیف منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ صوبے میں وسائل کی کمی ہے، اس کمی کی وجہ سے یا تھوڑی بہت Nepotism کی وجہ سے ہے وہ آپ بہتر جانتے ہیں، کچھ ایسے منصوبے ہیں جو 14-2013 اور 16-2015 میں شامل تھے اس پر کام کا آغاز نہیں ہوا ہے یا سست روی کا شکار ہیں، مہربانی کرکے یہ تین سالوں میں جو Ongoing schemes ہیں ان کیلئے 'فل فلیج' فنڈ مہیا کئے جائیں تاکہ وہ کمپلیٹ ہوں، دوسری میری ریکویسٹ یہ ہے، میں اس چیز کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا کہ خیبر پختونخوا کی حکومت جو ہے وہ قرض نہ لے، کیوں قرض نہ لے؟ 24 ہزار ارب روپے فیڈرل گورنمنٹ فنڈ لے اور پنجاب کو بنا دے اور قرض میں ادا کروں، خود نہ لے لوں، یہ کہاں کی بات ہے؟ (تالیاں) یہ کہاں کا انصاف ہے بھائی؟ کہ 24 ہزار ارب روپے ہمارے اوپر آئیں، ہر پاکستانی کو ادا کرنا ہیں اور بن رہی ہیں جی ٹی روڈ کی کالونیاں، لالہ موسیٰ سے لے کر لاہور تک اور ہم یہاں پشاور کو بے آسرا کریں، کسی سے پیسہ بھی نہ لیں اور چونی کا حصہ وصول نہ کریں، پہلا میرا اختلاف یہ ہے کہ ہمیں لینا چاہیئے، دنیا قرض پر چلتی ہے، قرض ڈیویلپمنٹ ہے، قرض غربت نہیں ہے اگر اکانومی کو سمجھیں، نمبر 2 میں اس بات کے ساتھ تائید کرتا ہوں، میں کہتا ہوں اگر کوئی کہتا ہے کہ عوام کی خدمت کریں، ڈیویلپمنٹ کریں لیکن ٹیکس نہ لگا دیں اس وجہ سے ہم قرضدار ہیں۔ میڈم سپیکر! اگر آپ یورپ میں جائیں گے، گئے ہیں آپ، دنیا میں دیکھیں تو ہوٹل میں برتن دھونے والا بھی اپنے ملک کیلئے اتنا پیسہ دے دیتا ہے، اپنی محنت کا آدھا پیسہ دے دیتا ہے، وہ حکومتیں کیا حکومتیں ہیں کہ وہ ایک کڑوی، ایک کڑوا قانون بھی بنا دیں، یہ بہت اچھی بات ہے کہ Loss collection بھی آرہے ہیں، الیکشن کے دنوں میں ٹیکس لگا دیئے گئے یہ بہت Courage کی بات ہے، اگر کسی نے پہلے نہیں لگایا تو غلط کیا ہے، لگانا چاہیئے، اسلئے لگانا چاہیئے، کہتے ہیں کہ درزی پر ٹیکس مت لگاؤ لیکن درزی کے بیٹے کو پڑھاؤ، درزی پر ٹیکس مت لگاؤ لیکن درزی کیلئے بجلی مہیا کرو، درزی پر ٹیکس مت لگاؤ، رات بھر پولیس والا درزی کے گیٹ کے باہر کھڑا ہو کے اس کو امن دے، ٹیکس مت لگاؤ، ہم کہتے

ہیں کہ ہم اپوزیشن اور یہ ٹریژری بنچز کو آپ چھوڑیں، آپ اس ملک اور اس صوبے کیلئے سوچیں، میں نے کہا تھا شاہ فرمان صاحب سے کہ بھئی ہم پانی پیتے ہیں، میرے گاؤں میں بہترین پانی لوگ، ایریگیشن چینل بھی ہے لیکن یہی پائپ کا پانی گھاس میں ڈالتے ہیں، میں نے کہا یار سو سو روپے کا ایک میٹر لگاؤ، جب ہم لندن گئے تھے تو کمرے کے اندر ایک پانی نہیں تھا، ایک گلاس پانی، انہوں نے کہا، یہ خود خریدنا ہوگا۔ جب خریدنے گئے تو دو پاؤنڈ پہ دو بوتلیں، 137 روپے کا ایک پاؤنڈ، 400 روپے کی دو منرل واٹر، یہاں چترال، سوات، کوہستان میں چشمے بہہ رہے ہیں، اگر ہم دیر میں، اگر ہم یہی کرتے کہ تین چار یہ ریفائنریز لگاتے، فلٹر لگاتے اور پوری دنیا کو صاف پانی دیتے تو آج بجٹ کا 75 پرسنٹ آچکا ہوتا لیکن ہم کہتے ہیں نہیں جی، ہم چونی نہیں لگائیں گے، ہم پینے کا پانی باتھ روم میں گراتے ہیں، اگر ہم اسی کے اوپر میٹر لگادیں، 300 روپے کا میٹر آتا ہے اور سال میں اگر مہینے کا 50، 50 روپے بھی لے لیں تو ہمارا یہ حال نہیں ہوگا، کہا جاتا ہے کہ بھئی یہ ٹیکس نہ لگائیں، میں کہتا ہوں ایک دن میں تین سے چار جوڑے کپڑے سیئے جاتے ہیں، ڈھائی ڈھائی ہزار، دو سے ڈھائی ہزار روپے ہم سے لیتے ہیں، سال میں اگر 10 ہزار روپے دے دیئے تو یہ دن کے پانچ روپے بھی نہیں آتے، یہ بھی ٹیکس نہ دیں اور اگر نہ دیں، میں کہتا ہوں کہ بھئی گزشتہ کئی سالوں سے اسی اسمبلی کے اندر ملاکنڈ کے فنانس منسٹر آتے ہیں اور ہم کیا کہتے ہیں کہ ملاکنڈ ٹیکس فری زون ہے۔ ہم فری زون سے آکے قصہ خوانی کے پیسے لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں منسٹر بن کے، This is not right یہ صحیح نہیں ہے۔ گزشتہ 15 سال سے ٹیکس فری زون سے چیف منسٹر آتے ہیں اور ہم پیسے تقسیم کرتے ہیں صدر کے، ان غریبوں کے، محترمہ میڈم سپیکر صاحبہ، یہ ملاکنڈ ڈویژن کے اندر رکشہ ٹیکس دیتا ہے، تین بائی تین فٹ کا رکشہ ٹیکس دیتا ہے، یہ موٹر سائیکل ٹیکس دیتا ہے لیکن Turbo بڑی بڑی گاڑیاں ڈمپر فری میں گھوم رہی ہیں لاکھوں کی تعداد میں، کیوں فری میں گھوم رہے ہیں؟ یہ حکومت کی ناکامی ہے، ان کی غلط پالیسی ہے کہ فوری طور پر ان کو Capture کریں، صوبے کے پاس اس کی پاور ہے، Capture کرے، ان کو رجسٹر کرے، تھوڑے پیسے ان سے لے لیں، سالانہ رجسٹریشن میں داخل کریں تو یہ غربت ختم ہو گی، ہم وہ لوگ ہیں جب وہ بندہ امریکہ کو دریافت کیا گاؤں میں گیا تو دیکھا، جوار کی روٹی نہیں ہے لوگ بھوکے ہیں لیکن جب گدھے کے Nails کی طرف دیکھا تو وہ سونے کے تھے، ان کو پتہ نہیں تھا کہ سونا ادھر

ہے اس وجہ سے وہ غربت میں تھے، ہمیں پتہ نہیں ہے کہ نیچرل ریسورسز اس KPK کے کہاں کہاں پڑے ہیں، میں منزل کی طرف آتا ہوں، پالیسیاں ہم نے بنا دیں لیکن اگر ہم کہیں کہ ایک انگوٹھی کا نگینہ دکھاؤ، ایک انگوٹھی کا نگینہ ہم کہتے ہیں، قدرت نے KPK کو قدرتی وسائل سے مالا مال کیا ہے، نگینہ دکھاؤ، میں نے درخواست کی تھی کہ یہ پالیسی آپ آرام سے Relax کریں جو چاہیں نکالیں اور جب ضلع سے نکلے تو اس پر ٹیکس لگا دیں اور اسی جگہ ان سے پیسہ لے لیں، ہر کوئی اپنے کھیت سے نکالے گا، پہاڑ سے نکالے گا، یہ ہارڈ پالیسیاں ہمیں مجبور کئے ہوئے ہیں، ہم نے یہاں بلین سونامی کی بات کی، صوبے میں خراب ہو گئے سوکھ گئے لیکن میرے حلقے میں نہیں سوکھے ہیں، میں ایک ایک پودے کے پیچھے ہوں اور ان شاء اللہ تعالیٰ نہیں سوکھیں گے کیونکہ میں نے گاؤں کے لوگوں کو Voluntarily اس کے پیچھے لگایا ہوا ہے، میں نے چیف منسٹر سے درخواست کی ہے کہ آپ نگہبان لگا کے کروڑوں روپے لگاتے ہیں، اربوں روپے کا ضیاع ہے یہ، لیکن میں نے کہا تھا ایک ایم او یو Sign کریں، Between the Education department and the Environment department اور فارسٹ کے وہ سکول کے بچے، وہاں ایک کالج ہے اس کے پاس، فارسٹیشن Forestation کر کے 45 بندے نگہبان لگائے ہیں پندرہ، پندرہ ہزار میں، میں نے کہا تھا کہ اسی سکول کے، کالج کے جو لڑکے ہیں، اسی جگہ پہ رہتے ہیں ہاسٹل میں، ان کو آپ پانچ پانچ سو روپے دے دیں، یہ پودے کی پہلی ان کی Ownership ہو گی، پھر وہ بڑھے گا ادھر سے وہ پیسہ، ایجوکیشن کو ڈیویلپ کرے گا، ادھر سے انوائرنمنٹ ڈیولپ ہو گی اور ہمارے بچے سیکھیں گے، میں نے اتنی بڑی کتاب پڑھی کہ ادھر جا کے دے دیا کہ خدا کیلئے اس پر عمل درآمد کیا جائے، میں نے منزل کے اوپر، ہم نے لکھ کے دے دیا، بہت ساری چیزیں میڈم اس طرح ہیں کہ ہمیں سوچنا چاہیئے، ہمیں سوچنا چاہیئے، ابھی ٹھیک ہے، میں نے دیکھا کہ کچھ پیسے جنگلات کیلئے مختص تھے اور جنگلات سے ایک روپیہ بھی نہیں آیا۔ میں خوش ہوں کہ نہیں آیا، جب پہلے آتے تھے تو کروڑوں روپے غبن، اور ایک کروڑ روپے ادھر آج کہتا ہوں، وہ دوارب جل جائیں لیکن وہ جنگل بچے رہیں، جنگل بچا ہوا ہے، Cutting نہیں ہو رہی ہے تو ہمیں Optimistic ہونا چاہیئے، ہمیں Positive thinking رکھنی چاہیئے، ہمیں Being an opposition بہترین قسم کی Advises دینی چاہئیں، Last minute کو چیف منسٹر صاحب کی موجودگی سے فائدہ اٹھا کے ریکویسٹ

میں کررہاہوں، کافی پیسے دیئے ہیں، کم پیسوں سے بھی زیادہ کام ہو سکتا ہے لیکن We have to be sincere between the authoritative development and participatory developmentدنیاParticipatory developmentکی طرف جارہی ہے کہ عوام کو شامل کیا جائے، لوگوں کے ذریعے سے ترقی ہو لیکن ایک طرف کیا ہے،Authoritative development ہے، ٹھیکہ داروں کے ذریعے سے کام ہوتا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ایک لاکھ کے اوپر بھی، آپ ایک لاکھ کو بھی ٹینڈر کریں، محترمہ ہم نے ایک لاکھ کو ٹینڈر کیا تو اس میں سے 30 فیصدBelow ہو گیا، 70 ہزار رہ گئے، 24 فیصد ٹی ایم اے نے کھایا تو وہ غائب ہو گیا، میں آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ گراس روٹ لیول پہ عوامی کمیٹیوں کے ذریعے یہ جو فنڈ آپ نے دیا ہے، چاہے حزب اقتدار کو دیئے یا حزب اختلاف کو، ان کو استعمال کرنے کی آپ اجازت دیں، کم از کم ایک سال میں آپ Difference دیکھیں گے کہ جب آپ عوام کو پیسہ دیتے ہیں، کسی کمیٹی کو دیتے ہیں، کسی آرگنائزیشن کو دیتے ہیں تو سب لوگ اس کے اوپر جو ہے نظر رکھتے ہیں، یہ ہم ٹی ایم اے پر انجینئر پر، ان پر نظر رکھنے والا کوئی نہیں ہے ورنہ حال یہی ہو گا، ہم نے لوکل گورنمنٹ میںBillion of rupees ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو دیئے ہیں، انہوں نے اور تقسیم در تقسیم Division, Sub-divisionنیچے پھر جاکے یہ وہ کیا ویلج کونسل پہ آیا؟ ویلج کونسل کے ممبران کو ایک ایک لاکھ روپے ملے اور 30 فیصدBelow ہو گیا، اس ٹھیکیدار نے دوسرے کو 10 ہزار پہ بیچا، اس نے اس کو بیچا، جب میں نے انکوائری کی آخر میں 15 ہزار روپے رہ گئے اس ممبر کے تو Kindlyپیسوں کا ضیاع نہ کیجئے اور اس طرف آئیں، Lastly میں جناب کچھ چیزوں کی ہمیں Documents ملتے ہیں، لیکن ہم دیکھتے نہیں ہیں، اس صوبے میں مسئلہ کیا تھا؟ گندی گندم خرید و اور پیسے زیادہ دو، گندم دو نمبر خرید و اور پیسہ زیادہ دو، میں شکریہ ادا کرتا ہوں منسٹر فوڈ کا کہ اس نے جاکر پنجاب سے صحیح گندم خریدی اور 6 ارب روپے بچائے (تالیاں) کچھ چیزیں ہیں، ایجوکیشن میں کام نہیں ہوا، بالکل نہیں ہوا، کنسٹرکشن میں کام نہیں ہوا ہے، آپ نے جتنے پرائمری سکول، ہائر سیکنڈری دیئے تھے وہ بیچ میں رکے ہوئے ہیں، یہ آپ کی غلطی نہیں، چیف منسٹر سے گزارش کرتا ہوں کہ جس جس حلقے میں یہ Institutionsہیں، آپ فنڈ فراہم کریں لیکنOn the other sideاٹھارہ سال کا بھگوڑا میرے گاؤں کا دبئی میں مزدوری کررہا تھا ادھر اور ٹیچر لگا چکا تھا اپنی جگہ پہ 18 سال کے بعد پتہ چلا کہ یہاں کوئی ٹیچر ہے جو دبئی میں بیٹھا ہوا ہے۔

Monitoring system was very good. Thank you very much, madam Speaker کیونکہ رمضان کا دن ہے اور میں زیادہ باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن اس سے زیادہ بات میں نہیں کروں گا۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: Thank you for informative speech، میرے پاس جو لسٹ ہے according to that Rashad Khan

جناب محمد رشاد خان: میں کل بولنا چاہتا ہوں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: Okay. Sorry, you have asked کہ آپ کل بولیں گے پھر آپ کا نام کبھی نہیں ہے، ثوبیہ! آپ کا نام ہے یہاں پہ بولنے کا، Do you want to speak؟

محترمہ ثوبیہ شاہد: نہیں، میں کل پرسوں کروں گی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: کل پرسوں تو پھر سب کو نہیں ملے گا نا، ہر ایک کا اپنا دن ہوتا ہے، اچھا نیکسٹ محمد علی، بابک صاحب! ستا سو خو سبا ورځ ده کنه۔

جناب سردار حسین: صرف یوه خبره درته کوم جی----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: Just one کنه پلیز، اوکے بابک صاحب۔

جناب سردار حسین: هسې ما وئیل، ستا سو هم موږ بنه دے خو ما کتل چې کوم ممبر د حکومت تعریفونه کوی نو بیا تاسو هغه ته دا نه وایئ چې ټائم ختم شو، هغه له نور ټائم هم ورکوئ، ما وئیل چې دا خبره کوم۔

Madam Deputy Speaker: You are very observation man, Okay. Ji Muhammad Ali Sahib.

جناب محمد علی: شکریه میډم سپیکر! زه د صوبائی اسمبلۍ پینځم بجټ په پیش کولو باندې دې پوره ایوان ته، منسټر فنانس ته، چیف منسټر ته او دې پوره ټیم ته مبارکباد هم پیش کوم او په بجټ باندې د عوامو نظر وی چې د دې حکومت مثال د مور او پلار دے او زمونږ په دې معاشره کښې د دې عوامو مثال د اولاد دے، د بچو دے، بچی همیشه د پاره د مور او پلار نه داسې طمع کوی او داسې امیدونه تړې ساتی چې د مور او پلار به همیشه د پاره، د بچو د خیر د پاره، د خپل اولاد د بهترئ او د مستقبل د پاره به سوچ کوی نو په دغه وجه باندې میډم سپیکر! کله چې جون راشی نو د پوره خیبر پختونخوا عوام، د دوئ نظر په دې

پارلیمنټ باندې وی او د دې بجټ په دې کتاب، دا چې مونږ ورته عمل نامه وایو، ټن سبا دنیا دومره ترقی کړې ده چې هر سړے نیټ ته کښینی او بجټ کتاب هغه Click کوی، پوره ډیټیل راشی چې خیبر پختونخوا حکومت دا پالیسی د تعلیم، صحت، روزګار، کمیونیکیشن، تنخواه ګانې، حکومت څه کول غواړی نو د دې وجې نه د ټولې صوبې د عوامو نظر د جون په دې میاشت باندې وی چې دا حکومت خلقو له څه فیصلې کوی، په دې مونږ پوهه یو چې د صوبائی حکومت وسائل ډیر کم دی او د صوبائی حکومت د وسائلو د کمی Main وجه هم دا ده چې دا به د دې صوبې ډیره لویه بد قسمتی وی چې د صوبې په تاریخ کښې چرته هم پرائم منسټر نه دے راغلے، که چرته زما د صوبې نه پرائم منسټر راغلے وے، ټن به زما د صوبې دا حالات نه وو، دا کوم حالات چې ټن زما او ستا د دې صوبې دی۔ زمونږ د صوبائی حکومت وسائل کم دی خلق ډیر دی، عوام ډیر دی، مسئلې ډیرې دی او د مرکزی حکومت د مسلسل ناانصافئ او د بې انصافئ د وجې زما د صوبې دا مسائل ورځ تر ورځه په بره باندې ځی او د مرکزی حکومت په ذهن کښې دا خبره ناسته ده چې د پاکستان مطلب دې پنجاب، د پنجاب نه بغیر مرکزی حکومت ته د هغه په چشمه کښې باقی درې صوبې ښکاری نه، د هغې د وجې څومره چې سکیمونه دی، میګا پراجیکټس دی، پیسه خرچ کیږی، هغه یو پنجاب کښې خرچ کیږی، د مرکزی حکومت د بې رخئ د وجې زمونږ د صوبې هغه پوزیشن نه دې پاتے شوے، کوم چې زمونږ د صوبې پکار دے نو په هغه لحاظ باندې زمونږ د صوبې چې مثال په طور چھ سو کھرب روپئ، چھ کھرب روپئ زمونږ د صوبائی اسمبلئ بجټ دے خو که دا مونږ فیلډ ته نه ځو، تعلیم ته، صحت ته، روزګار ته، سرکاری ملازمینو ته حقیقت دا دے چې د دې نه هغه څیز جوړ شی، لکه په اوړو کښې د مالګې برابر نو هغه مشکلات په خپل ځائې دی، په هغې مونږ پوهه یو چې د هر صوبائی حکومت هغه که تیر شوی حکومتونه دی، که موجوده دی یا د دې نه بعد حکومت دے، د حکومت همیشه د پاره دا خواهش وی، که د هرې پارټئ حکومت راغلے وی چې زه د صوبې عوامو ته څه اوکړم، څه Deliver کړم خو بعضې حکومتونه مجبوره وی، د هغوی لاس تړلو د وجې نه چې هغوی ته د مخکښې د تلو څه اجازت نه

وی، میډم سپیکر! چونکه وزیر اعلیٰ صاحب هم ناست دے، تاسو هم ښه په سنجیدګئ سره ما شاء الله نن توجه اوکړه۔ زما به یو څو تجویزونه وی او هغه تجویزونه به په دې بنیاد باندې چې هغه د دې صوبې د بهترئ د پاره وی۔ میډم سپیکر! اولنئ خبره چې زمونږ له پکار دا ده چې کله بجټ جوړیږی، حکومت د اوګوری چې څومره پهاړی او د غرونو علاقې دی، د هغه خلقو په ژوند د لږ سوچ اوکړی چې ملاکنډ ډویژن او هزاره ډویژن بالائی علاقې د دې خلقو هلته ګزر بسر څه دے؟ د دې خلقو په ژمی کښې ژوند څنګه تیریږی؟ د دې خلقو آمدن څنګه دے؟ د دوئ ذریعه معاش په څه باندې دے، پکار دا ده چې د غرئیزې علاقې د خلقو د پاره جدا پالیسی پکار ده او د میدانی علاقې د خلقو د پاره جدا پالیسی پکار ده۔ د هغوی د پاره جدا منصوبه بندی پکار ده چې د دې ښار د خلقو د ژوند تیرولو د پاره څه ضروریات دی، دلته د صحت او تعلیم څه پوزیشن دے او دغه شان په پهاړی علاقو کښې د تعلیم او د صحت او د روزګار څه پوزیشن دے؟ نو تجویز زما دا دے چې کله هم حکومت قانون سازی کوی، پکار ده چې دا پهاړی علاقې او میدانی علاقې په یو تله کښې نه اچوی او د دې د پاره بالکل Difference پکار دے۔ میډم سپیکر! د هغې نه علاوه تاسو راشئ دې پیښور ته، په پیښور کښې حیات آباد میډیکل کمپلیکس، شیرپاؤ هسپتال، لیډی ریډنګ هاسپټل، د هغې نه علاوه لوئې هسپتالونه، پکار دا ده چې تاسو اوګورئ میډم سپیکر! چترال، دیر او سوات او شانګله، بونیر او ملاکنډ او داسې چې کوم بیک ورډ ایریاز دی، څومره چې Patients هسپتالونو ته ځی نو ریفر ټو ایل آر ایچ، ریفر ټو کے ټی ایچ، ریفر ټو ایچ ایم سی، دا ولې میډم؟ نن زمونږ په هغه علاقو کښې بنیادی د صحت Facilities نشته، میډم سپیکر! پکار دا ده چې زمونږ د صوبائی حکومت دا یو پالیسی او دا یو حکمت عملی چې زمونږ کوم ایریاز دی، غرونه دی، خاصکر ټاؤن او تحصیلونه، پکار ده چې په هر تحصیل کښې صوبائی حکومت د پیښور د ایل آر ایچ غوندې هسپتالونه جوړ کړی۔ پکار ده چې د ټاؤن او تحصیل په سطح باندې یونیورسټیانې جوړې شی، کالجونه جوړ شی، د هغې فائده به دا رااوځی چې پیښور نه به پریشر کم شی، پریشر چې د غرئیزو علاقو په هر تحصیل کښې لوئې هسپتالونه وی نو هلته د صحت Facility

به ملاویږی، تعلیمونه به هلته ښه کیږی او دغه شان د روزګار او نور سکیمونه به هلته، دا ایل آر ایچ ته تاسو راشئ میډم سپیکر! لیډی ریډنګ هسپتال د نن نه اویا اتیا کاله مخکښې جوړ دے، د اویا اتیا کاله مخکښې چې د صوبې یا د دې پیښور د آبادئ په تناظر کښې چې کوم هسپتال جوړ وو نو هغه هسپتال باندې نن د کروړونو خلقو پریشر دے۔ نن تاسو که لاړ شئ د ماشومانو چلډرن وارډ ته، ګائنی وارډ ته تاسو لاړ شئ، نن که تاسو دغه نیورو وارډ ته لاړ شئ، کټ دا سې دے، پکار ده چې ماشوم په دې کټ کښې پروت وی خو تاسو دې چلډرن وارډ ته لاړ شئ، میډم! په یو یو کټ کښې پینځه پینځه او شپږ شپږ ماشومان په هسپتال کښې پراته دی، د هغوی د پاره مزید بیډونه نشته، د هغوی د پاره Facilities نشته، دغه شان که تاسو لاړ شئ نیورو وارډ ته، تاسو لاړ شئ د زړونو وارډ ته، تاسو ګائنی وارډ ته مسلسل د حکومت د طرفنه پریشر دے خو هسپتالونه هغه لوډ نشی برداشت کولې نو د هغه لوډ د نه برداشت کولو وجه دا ده چې په ټاؤنز کښې که هغه Facility مونږ ورکړو او دا لوئے لوئے هسپتالونه، دا لوئے لوئے تعلیمی ادارې مونږ تحصیل لیول باندې Establish کړو نو کم از کم دا پریشر به د دې کیپټل نه کمیږی او دا به مونږ هلته-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: Thank you, Thank you Muhammad Ali, I think work is on that دا Already کوی، منسټر خو نشته دے د هیلتھ خو They already devolving, Finance Minister is agreeing to that.

جناب محمد علی: میډم سپیکر! زما چونکه بجټ سپیچ دے، پوائنټس مو لیکلی دی، توجه به غواړم، پکار ده چې، هیلتھ منسټر او ایجوکیشن منسټر په لابئ کښې ناست دی، پکار ده چې هغوی دلته کیښنی، دا د ځان سره نوټ کړی (تالیاں) نو په دې سړے خفه شی، تاسو دوه درے، زه د چیف منسټر نه توجه غواړم، چیف منسټر صاحب! توجه نشته، ممبران هغه شان Disturbance پیدا کوی نو زما ګزارش دے میډم سپیکر!-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: سی ایم صاحب! سی ایم صاحب! Please don't entertain any one, please why can't you under stand؟ زه خو په دې پوهه نه شوم؟ Its

This is Assembly, this is گوره، (شور) کنه very strange
You please go to دا خو دغه نه دے، کور نه دے، دغه نه دے۔ Assembly
the-----

جناب محمد علی: میډم سپیکر!-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب محمد علی: د حکومتونو په ترجیحاتو کښې عوامو ته روزگار ورکول او زه په دې هم خوشحاله یم چې دا کریډټ هم زما صوبائی حکومت ته ځی چې په دې گورنمنټ کښې ډاکټرز، ټیچرز په زرگونو تعداد باندې په دې حکومت کښې اپوائنټ شوی دی۔ زما گزارش او تجویز دلته دا دے، چیف منسټر صاحب دے، زمونږ په ملاکنډ ډویژن کښې سات هزار سپیشل پولیس فورس هغوی ته مونږ کمیونټی پولیس وایو چې دا د امن و امان د بهترئ په سلسله کښې د دوئ اپوائنټمنټ شوے دے او دوئ دا تو نهو کالو نه ډیوټیانې کوی۔ هغه کسان چې هغوی اپوائنټ شوی دی، اوس هغوی صوبائی حکومت نور هغوی مخکښې ساتلو ته تیار نه دی، که دا کسان فارغه وی، هغوی Already overage شو، دا ریگولر ایمپلائز نه وو، زما تجویز وزیر اعلیٰ صاحب ته دا دے چې دغه خلقو سره خصوصی همدردی د وکړے شی او دا کسان د ریگولر کړے شی۔ دا زما تجویز دے، د هغې نه علاوه میډم سپیکر! په کنټریکټ باندې چې څومره زمونږه ټیچرز، ډاکټرز اپوائنټ شوی دی، پکار ده چې صوبائی حکومت د هغوی د مستقلئ د پاره د کوشش وکړی۔ باقی د هغې نه علاوه پنجاب، سندھ او بلوچستان کښې چې څومره زمونږ سرکاری ملازمین دی نو د BPS 01 نه 15 پورې هغوی ته گورنمنټ یوټیلیټی الاؤنس ورکوی، د BPS 01 پورې، تین هزار روپئ Per month او د 16 and above د پاره د میاشتې ورکوی سات هزار روپئ Per month په سیلری کښې ایکسټرا، تجویز زمونږ دا دے چې که سرکاری ملازم مونږ Facilitate کړو، د سرکاری ملازم تنخواگانې سیوا وی، د هغه کور او اخراجات په ښه طریقه باندې هغه پورا کولې شی نو ظاهره خبره ده

چې مخکښې د کرپشن لار به بندیږی، د سستئ لارې به بندیږی، د کام چورئ لارې به بندیږی-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: محمد علی! دا خو ته ډیرې زیاتې ښکلې خبرې کوئی خو دا ته د بجټ نه مخکښې فنانس منسټر ته به ناست وئی کنه-----

(شور)

جناب محمد علی: میډم سپیکر! Proposed دے، دا پاس شوے نه دے، میډم سپیکر! په دې یو خبره خو تاسو هم ځان پوهه کړئ، په دې یوه خبره خو تاسو دا اسمبلی د هم ځان پوهه کړئ۔ This is proposed and دا Present شوے دے، پاس شوے نه دے۔ میډم سپیکر! دا خو ځکه پیش شوے دے چې په دې ډسکشن اوشی-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ښه ښه۔

جناب محمد علی: په دې باندې بحث اوشی، ښه ښه تجویزونه راشی، د اپوزیشن د طرفنه، د حکومت د طرفنه، د دې مقصد هم دا دے، دا ځکه مونږ دا خبره کوؤ چې حکومت د دا دا ترجیحات شامل کړی او دې خلقو ته Facilities ورکړی۔ میډم سپیکر! د هغې نه علاوه زما صوبائی حکومت الحمد لله او اسمبلئ قانون سازئ کښې په درې وانړو صوبو کښې په ټاپ ده، باقی درې وانړو صوبو نه۔ گزارش مو دا دے چې په کوم رفتار باندې قانون سازی شوے ده، په هغه رفتار باندې دا قانون سازی چې کله Implement شی او Implementation د دې ضروری دے نو بیا به په فیلډ کښې خلق گوری چې واقعی صوبه کښې KPK اسمبلئ قانون سازی کړے ده خو هغه حقیقت کښې Implement شوے هم ده۔ میډم سپیکر! د هغې نه علاوه پرویز مشرف صاحب په 2000ء کښې د کمپیوټر الاؤنس په نوم باندې 750 روپئ هغه Per month چې ټولو ملازمینو ته ملاویږی خو د 2000ء نه دیخوا هغه Revise شوی نه ده۔ گزارش مو دے چې که دا Revision په دیکښې اوشی نو هغه به د سرکاری ملازمینو د خیر د پاره وی، دغه شان ما بجټ سپیچ اوکتلو چې ایجوکیشن ډیپارټمنټ وائی چې مونږ په ځلورو کالو کښې پینځه کروړه کتابونه تقسیم کړی دی او دغه شان چې دے نو دا سرکاری سکولونو ته تلی دی، گزارش زما دا دے چې که دا پیښنور، مردان

او نوښار، چارسده او دې طرفونو ته صوابئ یا دې ډاؤن ډسټرکټس کښې کوی نو هغه د هم منسټر صاحب وضاحت اوکړی، پکار دا ده چې دا هغه ایریاز ته لاړ شی چې هلته د غربت او د غریبئ د وجې مور او پلار هغه بچو ته نه شی Provide کولے، نو دا پکار ده چې اول بیک ورډ ایریاز کښې دا اوشی نو بیا وروستو لاندې پکار ده۔ د هغې نه علاوه 1447 کمیونټی سکولز دی، پکار ده چې د دې هم هغه تناسب باندې ډسټری بیوشن کیږی۔ میډم سپیکر! زه دوئ له یو مثال ورکوم، دا پیښور دے، پیښور داسې ځائے دے چې په پیښور کښې په زرګونو پرائیویټ ادارے دی، سرکاری ادارے دی، دلته خلقو ته Facilities شته، پکار دا ده چې د دیر، چترال، سوات، شانګله، بونیر او پیښور په مینځ کښې فرق پکار دے، زما دلته منسټر صاحب دننه ناست دے، پکار ده چې راغلے وے، دلته ناست وے، ستاسو په ذهن کښې ما نن نه یو درې میاشتې مخکښې سپیچ کړے وو، ما تاسو ته دا یو درخواست کړے وو چې پکار ده چې حکومت دې په دې توجه ورکړی، چې څومره پرائمری سکولونه جوړیږی، دا بیک ورډ ایریاز له ورکړئ، دا غرونو له ورکړئ، مثال په طور میډم! د پرائمری سکول یو ماشومه ده، بچئ ده، د هغې عمر پینځه کاله دے، زمونږ په دیر، سوات، چترال، بونیر، شانګله کښې دا مسئلې دی چې دا د پینځه کاله عمر بچئ، دې دا بسته راخستې وی او پینځه شپږ کلو میټره لرې ځی۔ دلته په ښار کښې د خلقو روزګار دے، کاروبار دے، یو سړے خپل بچے یا بچئ سکول کښې داخل کړی، د کور مخې ته موټر اودریږی، سوزوکی اودریږی، د هغه بچې Pick and drop facility شته خو زما په غر کښې د هغه بچئ د پاره او د بچې د پاره دا Facility نشته، چې هغه خپل سکول ته بچے اولیږی، هغه پیدل پینځه کلو میټر په هغه نازکو پاپو باندې سکولونو ته ځی نو زما ګزارش دا دے که 1447 کمیونټی سکولز دی یا چې اوس دا چار سو سکولونه جوړیږی، میډم! زه دا نه وایم چې د پیښور ایم پی اے له مه ورکوئ، زه دا نه وایم چې مردان، نوښار او د چارسدے ایم پی اے له مه ورکوئ، زما ګزارش دا دے میډم! انصاف پکار دے، هغه انصاف پکار دے چې کوم بیک ورډ ایریاز دی، هلته خلقو ته لوئې تکلیف او مصیبت او مشکلات د تعلیم دی، پکار ده چې دې چار سو سکولونو کښې لوئې تعداد دغه پهاړی

علاقو ته تاسو ورکړئ چې هغه خلقو هغه بچیانو ته سهولت هلته ملاؤ شی، میډم سپیکر! دغه شان د هغې نه علاوه بائیو میټرک سستم په بجټ سپیچ کښې خصوصی وضاحت اوشو، میډم سپیکر! زه ځکه دا خبره کوم چې یو پالیسی که حکومت جوړوی، هغه همیشه د پاره نیک نیتی د پاره، اوس په دیکښې دا پکار ده چې آیا د دې فیډ بیک څومره دے؟ نن په هر دفتر کښې بائیو میټرک شیشه لګیدلې ده، وائی چې ټیچرز او سرکاری ملازمین به ډیوټی یقینی کوی، ما یو اسمبلی کوئسچن راا وړې دے۔ میډم سپیکر! په سوؤنو باندې داسې بائیو میټرک سستمې دی چې دفترو کښې Install دی خو هغه خراب دی، میډم چې یو دفتر کښې بائیو میټرک لګیدلے دے، هغه خراب دے نو آیا مونږ به ئے څنګه یقینی کوؤ چې او دا ډیوټیانې سو فیصد Performance د هغې ټهیک دے، څنګه چې زما ملګری یوه خبره اوکړه، میډم سپیکر! آئی ایم یو دا چې کوم مانیټرنګ یونټ دے، مونږ خو د دې معاشرے خلق یو که دلته (شور) پلیز، تاسو شور مه کوئ، میډم سپیکر! زه یوه خبره کومه، دلته که تعلیمی اداره ده یا د صحت اداره ده، دلته سیکرټری دے، دلته ډائریکټر دے، دلته بیا ضلعو کښې ډی ای اوز دی، زما پخپل ډائریکټر باندې اعتماد نشته، زما په خپل سیکرټری ایجوکیشن اعتماد نشته، زما پخپل ډی ای او باندې اعتماد نشته، زما سره په آئی ایم یو کښې دا سرکاری ملازمین دی او دا خلق ډیوټی کوی او په دې مد کښې په کروړونو روپئ اخراجات برداشت کوی، آیا میډم! زه که پخپل ډائریکټر او سیکرټری دا اعتماد نه کوم، نه، هغه چې کوم آئی ایم یو ملازم اپوائنټ شوے دے، هغه د دې معاشرے، هغه هم د دې سوسائټئ سړے دے چې زما په ده اعتماد نشته او په هغه څنګه اعتماد دے؟ هن د حکومت دې اقدام ته زه ښه اقدام وایم چې په نیک نیتئ باندې به ئے کړې وی، زه به درته یو مثال درکړم د دې آئی ایم یو متعلق، یو آفسر زما په حلقه کښې یو سکول ته تلې وو، چا راته اووئیل چې سکول ته مانیټرنګ والا تلی دی، ما ورته فون اوکړو، ما لا خبره کمپلیټ کړې نه وه، هغه ته ما مبارک باد ورکوؤ چې یره تا دا ښه کار کړے دے، هغه ته مو وئیل چې تاسو نن فلانی سکول ته تلی یئ، وائی یره جی ایم پی اے صاحب زه خو تلې ووم خو جی حکم کوئ چې استاذانو سره رعایت اوکړم؟ ما خو نیولی وو نو

ما ته هغه ځائے کښې زما دماغ کلک شو، ګوره په دیکښې هم شفافیت نشته که مانیټرنګ والا ځی، هلته پکښې بیا هغه خپل یار دوست پالی چې یره اودریږه، دا سړے به خفه کیږی نو ده هغې هغه شان فیډ بیک پکار دے چې کوم سکول په کوم نیت باندې چې دا شوے دے، پکار ده چې هغه فیډ بیک راشی چې په حقیقی معنو کښې زمونږ ملازمین هغه شان-----

محترمہ ڈپٹی سپیکر: *تھینک یو محمد علی۔*

جناب محمد علی: میډم سپیکر! تقریباً قابو دے جی، د هغې نه علاوه د صحت کارډ حوالې سره به زه خصوصی د دې صوبائی حکومت شکریه په دې ادا کوم چې نن بغیر د څه Discrimination نه او بلا امتیاز او Political affiliation نه نن په دې صوبه کښې الحمد للّٰه چې څومره د انصاف کارډ په دیکښې تقسیم شوی دی، ټولو غریبو خلقو ته هغه Facility رسی چې هغه په هسپتالونو کښې به دوئ خپل دغه کوی۔ میډم سپیکر! د هغې نه علاوه زه د بجلئ په بحران باندې صرف لږه خبره اوکړم؟ زمونږ سره اداره ده، کیدې شی افسران به دلته ناست وی۔ زه صرف دا یو توجه راګرځوم او دا خبره ما څو څو ځل کړې ده، زه په دې صوبه کښې واحد ایم پی اے یم چې زه لوډ شیډنګ نه پیژنم چې لوډ شیډنګ څه ته وائی؟ وجه د هغې دا ده چې په دې غرنیزې علاقو کښې دومره لوئې Potential دے، زه خپله بجلی پیدا کوم، بل د هغې نشته، 24 گھنټے زه بجلی فری استعمالوم، ما خپل لوکل د سین نه مو وله ترلې ده، هغې ته ټربائن او مشین ورته لګیدلے دے، پینځه زره روپئ مونږ لائن مین له ورکوؤ چې تار مار چرته Damage شوی وی او چرته دا اوبه بند وی او کھلاؤ وو ئے او په دغه پیسو باندې مونږ د یو یو کور نه لس لس روپئ بل راغونډوؤ، په دې باندې مونږ د مینټیننس او د ریپیئر کار کوؤ، پکار دا ده میډم سپیکر! 356 چې کوم زمونږ صوبائی حکومت د ډیمونو پلان وو، زه دا وایم، شرمائی کښې زمونږ الحمدللّٰه لوئې پاور هاؤس، په پاتراک او شرینګل کښې څلورم کال دے، په دې کتاب کښې زه وینم، دا زمونږ Annual Development Programme دے، څلورم کال دے چې هر کال زه د بجټ په تقریر کښې دا خبره اؤرم، هر کال په دې اے ډی پی کښې دا ټوکن ایلوکیشن زه ګورم، په څلورو کالو کښې هغه Implement نه

شو او نه هغې باندې کار اوشو چې هغه مونږ پکښې ودونه هم اوکړل، دوه درې بچې هم اوشو، هغه لوئې زلمی دی، اوسه پورې اؤرو مونږ په دې کتاب کښې خو په هغې عملی کار اونشو، دغه Potential، دغه اوبو نه کار اخستل غواړی۔ زه دا په دعوې سره وایم او زه نن په دې فلور باندې دا دې میډم! په ملاکنډ ډویژن کښې خاصکر په دیر بالا او په چترال او په سوات کښې چې کوم Potential دے، زه خیبر پختونخوا له بجلی د دې دریو ځائیونو نه پورا کوم که حکومت په دیکښې سنجیده وی، دومره Potential دے زمونږ سره، په دې باندې کارپکار دے چې Implement شی۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: د فنانس منسټر دا هر څه اولیکل د ځان سره، اوکے، تهینک یو محمد علی۔

جناب محمد علی: میډم سپیکر! د هغې نه علاوه مواصلات زمونږ د ټولو نه لوئې انحصار او د علاقې په ډیویلپمنټ کښې د دې مواصلاتو لوئې کردار دے۔ Road Leads Communication، ساده خبره ده، میډم سپیکر! هغه بله ورځ اپوزیشن به دې خبرې له ډیر زیات هوا ورکړی وی چې په حکومت کښې اختلاف دے او د دې ایم پی اے گنی بائیکاټ دے۔ میډم سپیکر! ما همیشه د پاره په اصولو باندې خفګان کړے دے، ما همیشه د پاره د خپلې حلقې او د عوامو د پاره خفګان کړے دے۔ زما Main concern دا دے، په دې مواصلاتو کښې زمونږ په دې اے ډی پی بکس کښې تاسو اوگورئ، روډونه په دې صوبه کښې بلها منظور شوی دی۔ د څلورو، پینځه پینځه کالو نه په اے ډی پی کښې چې کوم کوم سکیمونه ریفلیکټ دی، ټینډر شوی دی، کار پرې روان دے او هغه روډونه الټا وران شوی دی، هغه جوړ نه دی، هغه یو روډ، مثال په طور پنځوس کروړه دی، هغې ته حکومت پیسې ایښودی دی دوه کروړه، بل ځائې کښې 70 کروړه روپئ سکیم دے، هغې ته ئے پیسې ایښودی دی څلور کروړه، په دې تناسب کښې 15 سال کښې هم دا روډ ز نه مکمل کیږی۔ زما خصوصی گزارش دا دے، زه د حکومت مشکلاتو نه هم خبر یم چې حکومت ته مالی مسائل شته۔ زما دا گزارش دے خپل منسټر سی اینډ ډبلیو ته، چیف منسټر صاحب ته او منسټر فنانس ته چې دغه روډونه، هغې کښې د پیپلز پارټئ ایم پی اے دے، د نیشنل پارټئ

دے ، د جمعیت العلماء اسلام، د جماعت اسلامی، د پی ټی آئی د هرې پارټئ که دے ، پکار دا ده چې په ترجیحی بنیاد باندې د دې ایم پی ایز هغه سکیمونه د Full funded شی چې کوم سکیمونه ټینډر دی، Ongoing سکیمونه دی-----

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> اوکے، تھینک یو محمد علی۔ Time is very short رمضان دے ، You have taken more, then Parliamentary Secretary د غه-----

<u>جناب محمد علی:</u> میډم! زه ضروری خبره کوم، ماله وخت را کړه-----

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> دوه منټه بس، نور به سبا خبره اوکړئ۔

<u>جناب محمد علی:</u> نه میډم! زما ضروری خبرې پاتې دی-----

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> I am going ،تھینک یو محمد علی، بس تهینک یو کنه۔

<u>جناب محمد علی:</u> بس لږه خبره کوم-----

<u>Madam Deputy Speaker</u>: Okay, one minute. Muhammad Ali one minute only.

<u>جناب محمد علی:</u> خیر دے ، پینځه منټه میډم!

<u>محترمہ ڈپٹی سپیکر:</u> پینځه منټه نشته، I am going to stop the mike بنه۔

<u>جناب محمد علی:</u> بنه، میډم سپیکر! ټورازم باره کښې زما تجویز دے ، دبئ ته چې زه لاړم، ما پروسکال بیا مو چیف منسټر صاحب سره شارټ یو ملاقات کړې وو، ما اوویل میډم! دا دبئ داسې ځائې دے چې سړې به هلته سپیی اونه ترې، تشه شړه ده په دبئ کښې څه دی؟ خو هغه خلقو نن د هغه دبئ نه داسې فائده اخستې ده چې ټوله دنیا ئے ورته Attract کړې ده او هغه دبئ نه هغوی هغه ریونیو، د هغې نه جنریټ کیږی، میډم! مونږ سره کمراټ یو جنت دے ، کالام زمونږ سره یو جنت دے ، زما گزارش دا دے ، دغلته Facilities ورکړئ، زمونږ دا طرفونه دا جنتونه دی خو د دوزخ په لاره ورته مونږ ځو، په دې علاقه کښې چې څومره ټورسټ کمراټ ته تلی دی، واپس راځی وائی چې بس کمراټ جنت دے خو پل صراط باندې به ورته مونږ ځو، زما گزارش دے چې د دې علاقې روډونه، دغلته پارکونه، هی زه د ټورازم د موجوده سیکرټری صاحب خصوصی شکریه

ادا کوم، هغه خصوصی توجه په هغې کښې اخستې ده او هلته Camping part جوړیږی او د روډونو په مد کښې خو بیا هم زه دا وایم، میډم! مونږ ټورازم چې دے نو که دا مونږ پروموټ کړو، ډیویلپ ئے کړو، زما د صوبائی حکومت بجټ ففټی پرسنټ زه په دعویٰ سره وایم، زه د ټورازم نه به ئے پورا کوم، دا دې صوبې له زه ورکولې شم۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: مظفر سید صاحب! تاسو ده سره ولې نه یئ ناست؟ دومره ښه آئیډیاز ورسره دی، دا آئیډیاز به د اخستی وو کنه، اوکے تهینک یو محمد علی، Next Abdul Sattar Khan and this is the last speaker ده نه پس به فنانس منسټر وی او بیا به چیف منسټر وی، جی عبدالستار خان۔

جناب عبدالستار خان: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ اَلرَّحْمٰنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ۔ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ میڈم سپیکر! آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج مجھے آپ نے اس بجٹ پر بحث میں حصہ لینے کی اجازت دی (شور) میڈم سپیکر! میں چاہونگا کہ۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: عارف یوسف!

جناب عبدالستار خان: آج میں آپ کا اور ہاؤس کی توجہ چاہونگا، بجٹ کے حوالے سے میں ایک بہت اہم مسئلے کو آج ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ میڈم سپیکر! آج ہمارا چوتھا بجٹ ہے، غالباً اس حکومت کا آخری بجٹ ہے اور بجٹ کے حوالے سے غالباً پچھلی حکومت میں بھی اور اس حکومت میں بھی میں نے پچھلے سال بڑی معقول ایک بات، ایک Proposal اس ہاؤس کے سامنے رکھی تھی اور بڑی ایک مضبوط بنیاد پہ میں نے وسائل کی تقسیم کی بات اس ہاؤس کے سامنے رکھی تھی، آج ہمارے سی ایم صاحب بیٹھے ہیں، کابینہ کے وزراء موجود ہیں، فنانس منسٹر صاحب نے بجٹ پیش کیا ہے، میں روایتی انداز میں اس بجٹ میں اس سال کا حصہ نہیں لوں گا، میڈم سپیکر! بجٹ میں اخراجات اور محاصل کا تخمینہ اس وائٹ پیپر میں منسٹر صاحب نے ہمیں دیا ہے، یقیناً ہم جب اپوزیشن والے بات کرتے ہیں بجٹ کے Demerits پہ، زیادہ حکومت والے بجٹ پہ بات کرتے ہیں اس کے میرٹ پہ بات کرتے ہیں، یہ بجٹ ہو یا کوئی اور بجٹ ہو، انسانوں کا بنایا ہوا، انسانی ضروریات انسانی وسائل قدرتی وسائل اس صوبے کی جتنی Capacity ہے، میڈم سپیکر! یہ بات حقیقت ہے کہ یہ ان دونوں کا مجموعہ ہوگا، اس میں Merits بھی ہونگے اور Demerits بھی ہونگے لیکن

جو اصل بات جس سے اس صوبے کے عوام اور خصوصاً پسماندہ علاقہ جات جس میں جنوبی اضلاع کے لوگ، ملاکنڈ کے لوگ اور ہزارہ ریجن کے لوگ ہم محسوس کرتے ہیں کہ واقعی اس صوبے کے وسائل پہ ہمارا حق ہے، اس صوبے کے وسائل پیدا کرنے میں ہماری Contribution ہے ہر ضلع کے لوگوں کا، ہر حلقے کے لوگوں کا، میڈم سپیکر! میں آپ کو بتاؤں کہ جس طرح محمد علی بھائی نے بات کی ہے کہ اس وقت میرے کوہستان میں چار Mega projects proposed ہیں، بھاشا ڈیم، داسو ڈیم، پٹن ڈیم اور تھاکوٹ ڈیم کے نام سے وہ بھی کوہستان میں آتا ہے، یہ بڑے میگا پراجیکٹس ہیں، پانچ میڈیم سائز پاور پراجیکٹس جو Proposed ہیں جو کہ 650 ,450 میگاواٹ کے ہیں جس میں کنجا پاور پراجیکٹ، لوئر سور پاور پراجیکٹ، لوئر پارز پاور پراجیکٹ اور سومر گاہ پاور پراجیکٹ، تین پاور پراجیکٹس اس وقت تیار ہیں، دوبیر پاور پراجیکٹ الحمدللہ اس وقت وہ تیار ہوا ہے، نیشنل گریڈ میں وہ شامل ہے اور قیال پاور پراجیکٹ وہ تقریباً تیار ہے اور راملیا پاور پراجیکٹ 28 میگاواٹ کا وہ بھی تقریباً تیار ہے، میڈم سپیکر! میں چاہونگا، کسی ہمارے سینیئر نے بات بھی کی تھی، اس سے پہلے زمانے میں کہ آخر میں یہ جدائی ہوتی ہے جو احساس ہوتا ہے، ایک خاندان میں چار بھائیوں کے درمیان بھی یہ جدائی ہوتی ہے، میڈم سپیکر! آخر میں وسائل پر ہوتی ہے، یہ فطری عمل ہے، چار سال بجٹ پیش ہوا، ہم اس کی Calculation کرتے ہیں، ہم اس کا پوسٹ مارٹم کرتے ہیں، اس بجٹ کو تو چار اضلاع میں، اس صوبے کے تمام وسائل کا فوکس جو ہے وہ چار اضلاع پر ہے، میڈم سپیکر! میں آج بھی سیاسی بات نہیں کرونگا، پچھلے سال کا بجٹ آپ دیکھیں، اس سے اگلے سال کا بجٹ دیکھیں، اس سے اگلے سال کا بجٹ آپ دیکھیں تو فوکس تین یا چار اضلاع ہیں، کیا اس صوبے کے وسائل پر ٹانک کے لوگوں کا حق نہیں ہے؟ کیا اس صوبے کے وسائل پر ملاکنڈ کے لوگوں کا حق نہیں ہے؟ کیا اس صوبے کے وسائل پر ان لوگوں کا حق نہیں ہے؟ کیا کوہستان کا حق اس پر نہیں ہے؟ ہے، اس سے انکار کوئی نہیں کر سکتا ہے لیکن کوئی بھی دینے کیلئے تیار نہیں ہے، یہ حقیقت ہے، اسلئے ہمارے ہاں جو وہ پسماندہ اضلاع ہیں، میڈم سپیکر! جب میں چھوٹا سا تھا مجھے یاد ہے، زمانہ طالب علمی میں ایک ہسپتال ہمارے کوہستان میں انہوں نے Propose کیا تھا، آج تک وہ ہسپتال 24 سال میں نہیں بن سکا ہے، ایک کالج Propose ہوا وہ پچھلے سال بڑی مشکل سے میں نے یہ دو پراجیکٹ ابھی 95 پرسنٹ تقریباً کمپلیٹ کروائے ہیں تو جو میں بات کہنا چاہتا

ہوں وہ یہ ہے Madam Speaker! As such formula ہے میرے اس ملک میں، اس صوبے میں، مرکز کے ساتھ چاہے جس پارٹی کی حکومت آئی ہے، اس صوبے میں اس کے وسائل پر اس کے مسائل پر، اسکے حقوق پر الحمدللہ، اس اسمبلی نے ایک کردار ادا کیا ہے، اس میں اپوزیشن اور حکومت کی کوئی بات نہیں ہے، نہ کسی کو میں کریڈٹ دیتا ہوں، بات یہ ہے کہ مرکز سے جو وسائل جس فارمولے کے تحت، جس اصول کے تحت ہم نے اس صوبے کیلئے وسائل حاصل کئے ہیں، کیا ہمارا صوبہ ہر سال اے ڈی پی میں یا بجٹ میں اس کو اپنے اوپر لاگو کرتا ہے یا نہیں؟ یہ سوال، میں آپ کی توجہ چاہونگا بڑا اہم، جناب وزیر اعلیٰ صاحب کا بھی، بجٹ پیپر صفحہ نمبر 2، اسی بنیاد پہ بڑی ایک طویل جدوجہد کے بعد ہم نے مرکز سے وسائل لئے 57 پرسنٹ جو اس وقت صوبوں کو ملتا ہے محاصل کی تقسیم میں، اور 43 پرسنٹ مرکز کے پاس ہے، Seventh جو نیشنل فنانس کمیشن کا ایوارڈ ہوا ہے، اس میں ایک وسائل کی تقسیم کا ایک فارمولا طے ہوا ہے، میڈم سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہونگا، وہ کیا کہتا ہے، "The traditional population base criteria for horizontal distribution of resources amongst the Provinces was changed to multiple criteria. Formula for the first time according to this criteria, 85 percent distribution was made on population base, 10.03 percent on poverty and backwardness, 5 percent on Revenue Collection Generation and 2.07 percent on Inverse Population density"، یہ میڈم سپیکر! چار صوبوں کا بڑا جھگڑا تھا مرکز کے ساتھ، پنجاب کا شروع سے خیال یہی ہے کہ یہ اس صوبے کے وسائل صوبوں کے درمیان آبادی کی بنیاد پر تقسیم ہوں، بلوچستان کا خیال ہے کہ وسائل کی تقسیم Area based ہوں، رقبے کی بنیاد پہ ہوں کیونکہ اس کا رقبہ زیادہ ہے، سندھ کہتا ہے کہ جو صوبہ ریونیو Collection زیادہ کرتا ہے اس کو زیادہ حصہ ملے کیونکہ سندھ سے ریونیو Collection ہوتا ہے اور ہمارا صوبہ کہتا ہے کہ نہیں، جس صوبے میں غربت ہے، جس صوبے میں پسماندگی ہے، اس صوبے کو وسائل میں زیادہ حصہ ملنا چاہیئے، یہ ہمارے صوبے کا مؤقف رہا ہے شروع سے۔ الحمدللہ Seventh NFC Award میں یہ مسئلہ حل ہوا ہے، اس صوبے کو 10 پرسنٹ زیادہ ملے۔ میڈم سپیکر! جب بات آتی ہے اس صوبے میں، اس ہاؤس میں تو یہاں سے آگے جو وسائل کی تقسیم ہے اس کیلئے کوئی فارمولا موجود نہیں ہے، کیا ہمارا صوبہ جس بنیاد پر مرکز سے وسائل کی تقسیم غربت

اور پسماندگی کی بنیاد پہ لیتا ہے، اس بنیاد پہ وسائل کی تقسیم آگے جو اضلاع کے لیول پہ یا علاقوں کے لیول پہ ڈسٹرکٹ لیول پہ جو میں کہنا چاہتا ہوں، اسی کے تحت پراونشل فنانس کمیشن اسی فارمولے کو اپناتا ہے تو یقیناً اس کا جواب نہیں میں ہے، ٹھیک ہے نا۔۔۔۔۔

ایک رکن: خیر ہے کوئی غلط بات نہیں کر رہا ہے، وہ بات سمجھ ہی نہیں آ رہی تیری۔

جناب عبدالستار خان: اچھا۔۔۔۔۔

ایک رکن: تیری بات سمجھ سے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: میں نے کہا ہے کہ سوری، سوری۔

جناب عبدالستار خان: میڈم سپیکر! اب میں ڈویلپمنٹ کی طرف آتا ہوں، میں ڈویلپمنٹ کی طرف آتا ہوں، یہ زیادتی ہے انتہا ہے کہ پچھلے سال بھی اور اس سال بھی ٹوٹل اے ڈی پی کا مرکز جو ہے وہ 4 اضلاع ہیں یا 4 حلقے ہیں، باقی حلقے محروم ہیں، یہ کیوں ہوتا ہے ہمارے صوبے میں، یہ روایت کہاں سے آئی اور کیوں اس کو اپنایا ہوتا ہے؟ یہ بڑا سوال ہے، یہاں سے بات شروع ہوتی ہے، میڈم سپیکر! انہوں نے جو امبریلا سکیم رکھی ہے، میں تجویز کرونگا کہ یہ وسائل کی تقسیم اے ڈی پی میں، یہ Equal base ہو، Equality ہو اس میں اور اس میں مساوات ہو، برابری ہو، ایک یہ چاہونگا میری تجویز ہوگی یہ، دوسرا برابری کی بنیاد پر، دوسری انہوں نے بات کی ہے، 2013 میں، 2014 میں، 2015 میں اور 2016 میں، 4 سال کے بجٹ ہمارے سامنے ہیں، یہ اس صوبے کی تاریخ ہے کہ 2013 کے بعد آج تک 4 بجٹ ہم نے پیش کئے ہیں، ایجوکیشن سیکٹر میں اور ہیلتھ سیکٹر میں مجھے کوئی بتائے کہ انہوں نے ایک سکیم کمپلیٹ کر کے اس صوبے کو دی ہو، میرا چیلنج یہی ہے کہ یہ ہیلتھ اور ایجوکیشن میں مجھے بتائیں، سول ڈسپنسری سے لیکر آر ایچ سی ہو، بی ایچ یو ہو، ڈی ایچ کیو ہاسپیٹل ہو، مجھے کوئی ایک دکھائیں کہ انہوں نے 4 سال میں اس صوبے میں ڈی آئی خان سے لیکر کوہستان تک کہیں بنایا ہو، جس کا پی سی فور بنا ہو، جس میں پوسٹیں آئی ہوں تو مجھے کوئی دکھائے، میرے خیال میں یہ نہیں بتا سکتے، ایک سکول نہیں بن سکا ہمارے صوبے میں، میڈم سپیکر! یہ ریکارڈ کی بات ہے، 4 سالوں میں ایک سکیم، ایک سکول نہیں بن سکا ہے، ایک کالج نہیں بن سکا ہے، ایک ہسپتال نہیں بن سکا ہے۔ یہ Performance ہے ہماری گورنمنٹ کی، اس پر یہ بات میں نے چیلنج کر کے پچھلے سال بھی کہی

تھی، دوسری بات کرتے ہیں میڈم سپیکر! جو بجٹ میں انہوں نے دیا ہے، بلین ٹری پلانٹیشن پروگرام میں، میرے بھائی نے بھی بات کی، سردار حسین کدھر ہے؟ دو تقریریں میں نے اس پر بھی کی ہیں، میں نے Proposal بھی دیا ہے، یعنی خشک بات نہیں کرتا ہوں، گلگت بلتستان میں جو بلین ٹری کا ماڈل کامیاب ہوا، کیوں کیسے ہوا کہ وہاں پر ایگریکلچر اور فارسٹ کا انہوں جائنٹ ونچر کیا ہے، فروٹ ٹریز لگائے، تب وہ کامیاب ہوا ہے اور خیبر پختونخوا میں، بلین ٹری پلانٹیشن پروگرام بری طرح ناکام ہوا ہے، اس کی مثال میں بتا رہا ہوں کہ Dry Tempered Zone جہاں پر مون سون بارشیں نہیں ہوتی ہیں، ایک پورے ضلع میں، سردار صاحب نے اور آپ نے بڑی تعریف ہی کی اس کی، میں چیلنج کرکے کہتا ہوں کہ کوہستان میں ایک درخت جو انہوں نے لگایا تھا وہ مجھے بتائیں کہ وہ درخت کدھر ہے، Even میں یہاں تک کہونگا کہ آپ کے پارٹی کے چیئرمین نے، عمران خان نے جو درخت لگایا تھا، اس پروگرام کا آغاز کیا تھا وہ بھی مجھے دکھائیں، وہ زمین پر موجود ہے یا نہیں ہے؟ یہ سیاسی یا کوئی ایسی بات نہیں ہے، میں نے سی ایم صاحب کو بھی کہا ہے کہ اس ماڈل کا کوئی حرف آخر بھی نہیں ہے، یہ کوئی قرآن کی آیت نہیں ہے کہ اس کو ہم اپنائیں جو ہمارے لئے Feasible نہیں ہے، اس کو ایگریکلچر اور فارسٹ کا جائنٹ ونچر کریں، یہ پروگرام تو کامیاب ہوتا ہے کہ نہیں، یہ گلگت بلتستان میں کامیاب ہوا ہے، میں آپ کو گارنٹی سے کہتا ہوں، دوسری پیڈو پر بات کی ہے، پیڈو پر بات میں اسلئے کرتا ہوں کہ میرا جو علاقہ ہے کوہستان، وہاں پر Hydel Potential ہے، پیڈو کے جو 350، بعض لوگ اس کو ڈیم کے نام سے یاد کرتے ہیں جو مائیکرو ہائیڈلز ہیں، ہمارے برانچوں پر یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی، مائیکرو ہائیڈل میڈم سپیکر! میں نے امیر حیدر ہوتی کے دور میں اپنے حلقے میں 84 MHPs لگائے تھے لیکن کتنے پر؟ ایک کروڑ پر، اب جو MHPs پچاس میگاواٹ کا، وہ ہائیڈل جو اس میں دے رہے ہیں ہمیں وہ تقریباً دو کروڑ اور تین کروڑ سے کوئی کم ایک MHPs ہے نہیں اور پھر اس میں بڑی بات SRSP کی بھی آتی ہے اور ٹوٹل جو 350 پیڈو کے پراجیکٹس ہیں، مجھے اس پر اعتراض ہے، میرا سخت اعتراض ہے، آپ چیک کریں، میں گورنمنٹ سے کہوں گا کہ آپ چیک کریں، خدا کرے کہ ہماری یہ بات غلط ہو لیکن اس میں جو مشینری استعمال ہوتی ہے وہ دو نمبر ہے، میں نے پچھلے سال بھی کہا تھا اور اس کی Completion نہ ہونے کی وجہ سے ساری وہ مشینری خراب ہو رہی ہے۔ میڈم سپیکر! میں یہ بھی چاہونگا

کہ تعلیم اور صحت ہمارے سروسز ڈیلوری سیکٹر ہیں، بہت اہم سیکٹرز ہیں اور اس میں انہوں نے جو بجٹ Propose کیا ہے، یہ ہمارے صوبے کی تاریخ ہے اس سے انکار کوئی بھی نہیں کر سکتا ہے کہ دنیا میں ایجوکیشن اور صحت سروسز ڈیلوری سیکٹرز ہیں اور خیبر پختونخوا میں یہ ایک بزنس سیکٹرز کے طور پر شمار کئے جاتے ہیں، یہ کاروبار بن گیا ہے، یہ ایجوکیشن میں پرائیویٹ سیکٹر اور پبلک سیکٹر، یہ دو سیکٹرز میں سے ایک پر بات کرنی ہوگی یا پرائیویٹ سیکٹر کو ختم کرنا ہوگا، پبلک سیکٹر بحال کرنا ہوگا یا پرائیویٹ پبلک سیکٹر کو ختم کرکے پرائیوٹائز کرنا ہوگا، اس کے علاوہ موڈ آف ایجوکیشن ایک ہی نظام تعلیم ہو نہیں سکتا ہے جو ان کا وعدہ تھا، اس بجٹ میں بھی آپ دیکھیں، کوئی اس کیلئے Proposal نہیں ہے، لہذا اس چیز میں نظام تعلیم کو ایک کرنے میں اور نظام تعلیم میں ریفارمز لانے میں، میرے خیال میں حکومت بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: فنانس منسٹر صاحب! یہ پوائنٹ نوٹ کرتے جائیں، لاسٹ ڈے پر آپ نے جواب دینے ہونگے ان پوائنٹس کے، جی۔

جناب عبدالستار خان: میڈم سپیکر! میں فگرز پر نہیں جاتا ہوں، میں فگرز پر نہیں جاتا ہوں، میں فگرز پر نہیں جاتا ہوں لیکن انہوں نے جو اندازے لگائے ہیں، میں اپوزیشن لیڈر کی اس بات سے اتفاق کروں گا اور میرے بھائی نے بھی کی ہے کہ انہوں نے جو تخمینہ جات لگائے ہیں، اندازے لگائے ہیں، وہ ہوائی ہیں، اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے، امکانی ہیں کہ سی پیک میں سے یہ ملیں گے ہمیں، ایشین ڈیویلپمنٹ بینک سے ہم نے لون لینا ہے، سی پیک میں ایک پراجیکٹ اس اے ڈی پی میں ایسا بھی ہے، مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے، جس کی لوکل ایلوکیشن جو پانچ لاکھ ہے اور اس پر جو کاسٹ ہے وہ میرے خیال میں اربوں کے حساب سے ہے تو 5 لاکھ والی سکیم کو آپ کیسے بنا سکتے ہو، پانچ لاکھ میں، یہی حشر ہمارے 2017 کے اسی پراجیکٹ میں ہے، جس کیلئے کاسٹ اگر ایک کروڑ کا ہے تو اس میں ایلوکیشن ہے پانچ یا دس لاکھ، یہ جو میرے سارے کولیگز جو آپ، محمد علی صاحب کہتا ہے کہ ہمارے پراجیکٹ نہیں بنتے، اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ 2013 کی سکیم 2017 تک کیوں نہیں بن سکی؟ سوال ہے، بنیادی وجہ ہے کہ حکومت نے بجٹ جو وہ تجویز کیا ہے، اس میں انہوں نے، کاسٹ اس کی بہت زیادہ ہے، ایلوکیشن اسکی ایک، دو پرسنٹ یا تین پرسنٹ ہے تو ایک ارب والی سکیم دس لاکھ میں نہیں بن سکتی ہے، ایک کروڑ والی سکیم دس ہزار میں نہیں بن سکتی ہے، اس کیلئے

بجٹ دینا ہوگا تو نتیجتاً اس صوبے کیلئے کیا ہوا، نقصان کیا ہوا، آج آپ کو یہی بات بتاتا ہوں اور میں اپنی بات ختم کرتا ہوں، اس صوبے کو پچھلی گورنمنٹ میں اگر انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا تھا، میں مانتا ہوں، جس طرح میرے بھائی نے کہا کہ اچھی بات کی تعریف کرنی چاہیئے، پچھلی گورنمنٹ میں اگر کچھ بھی نہیں ہوا تھا تو ایک چیز ہوئی تھی نا، نو یونیورسٹیز تو میرے صوبے میں بنی تھیں، ایک سو کالجز تو بنے تھے، جس میں 34 فیمیل کے تھے، ایک ہزار سکول تو بنے تھے، جس میں سے اب یہ جاب دے رہے ہیں لوگوں کو، اس حکومت میں اگر 4 سالوں میں ایک سکول نہیں بن سکا ہے، ایک کالج نہیں بن سکا ہے، ایک ہسپتال نہیں بن سکا ہے تو Next گورنمنٹ کہاں سے جاب دے گی، یہ ایک Gross space پیدا ہوگا اس صوبے میں Jobs کے حوالے سے، Job opportunities آپ نے محدود کر دیں۔ دوسری بات اس سے صوبے کو کیا Fallout ہو سکتا ہے میڈم سپیکر؟ دوسرا بڑا مسئلہ ہمارے صوبے میں آنے والی حکومت کیلئے پریشانی ہو گی کہ ایک پراجیکٹ 2013 سے 2017 تک نہیں بن سکا، سارے ڈویلپمنٹ پراجیکٹس ہمارے Sick projects میں چلے جائیں گے، Sick projects کیا ہیں؟ بیمار پراجیکٹ کیا ہے؟ کہ جس میں ایلوکیشن کم ہو، کاسٹ اس کی زیادہ ہو وہ نہیں بن سکتا اپنے ٹائم میں، تو ادھر سے دوسری طرف سے شیڈول آف ریٹس تبدیل ہوتے ہیں ہر سال، میڈم سپیکر! یہ ہمارے شیڈول آف ریٹس تبدیل ہو جاتے ہیں تو 4 سال میں نہ بننے والے پراجیکٹ، چار سال کے بعد چار گنا زیادہ بجٹ پر بنیں گے، کہاں سے دینگے یہ؟ ایک کھرب کی اے ڈی پی آپ کی چار کھرب پر جائے گی، ایک ارب کی چار ارب پر جائے گی، ایک کروڑ کی چار کروڑ پر جائے گی، یہ قدرتی بات ہے، میڈم سپیکر! اس Space کو یہ Fill نہیں کر سکتے اور آنے والی حکومت کیلئے بہت بڑا مسئلہ پیدا کر کے جائیں گے، یہ تو اس لحاظ سے میں چاہونگا کہ ترقیاتی عمل میں چھوٹے منصوبے رکھیں، جتنے آپ کے وسائل ہیں اس میں رکھیں لیکن ہوائی بنیاد پر نہ رکھیں۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی تھینک یو ستار صاحب۔

جناب عبدالستار خان: میں آخری بات کرتا ہوں، میڈم سپیکر! باقی سیاسی باتیں میرے ساتھیوں نے بھی کی ہیں، انہوں نے بھی کی ہیں، ہم نے حکومتیں پہلے بھی دیکھیں، ان کو بھی دیکھا لیکن انکی حکومت میں عمل

نہیں ہے اور ایک فتنہ، ملک میں ایک فتنے کی طرح سامنے آئے ہیں، میں دعا کرونگا، میڈم سپیکر! ہاتھ اٹھائیں میرے ساتھ، اس ملک کیلئے دعا کرونگا۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: دعا کریں، سب دعا کریں، شاہ فرمان دعا کریں۔

جناب عبدالستار خان: سب دعا کریں، اللھم انی اعوذ بک من فتنہ النساءو العمران۔ اللہ تعالٰی اس ملک کو فتنہ نسوانیت اور فتنہ عمران سے محفوظ رکھے، امین ثم امین۔

Madam Deputy Speaker: Ameen. The Honourable CM Sahib and the Finance Minister will speak on the last day. The sitting is adjourned till tomorrow 02:00 pm, afternoon, thank you very much.

(اجلاس بروز اتوار مورخہ 11 جون 2017ء بعداز دوپہر دو بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)